مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کا ترجمان

ہفت روزہ ختم نبوت کراچی

مرزائی ترجمان کے عربوں کے حق میں

کے اعتراضات کا جواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

انما یعمر مساجد اللہ من آمن باللہ والیوم الآخر

واقام الصلوٰۃ وآتی الزکوٰۃ ولم یخش الا اللہ

جلد ۴ شمارہ ۵

پروفیسر محمد الیاس برنی

اَللّٰہُ اَکْبَرُ

رب کی رحیمی، رب کی کریمی
پُر غنی کی کبریائی ، اللہ اکبر

چاہا بنایا ، چاہا مٹایا
پہ رحمت یہ بے نیازی، اللہ اکبر

نعمت ، امانت ، فضل، خلافت
عبدیّت کی بے کمالی ، اللہ اکبر

عَبْد ، تمہارا ، نبی الرحمت
قُلْ یٰعِبَادِیْ سرفرازی، اللہ اکبر

بَرنی ، بے چارا ، خاک کفِ پا
قدموں میں کیا بن آئی ، اللہ اکبر

صل علی محمد و بارک وسلم

مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کا ترجمان

ہفت روزہ ختم نبوت کراچی

۱۶ تا ۲۲ شوال المکرم ۱۴۰۵ھ
مطابق
۷ تا ۱۳ جولائی ۱۹۸۵ء

مدیر مسئول
عبدالرحمٰن یعقوب باوا

زیر سرپرستی
حضرت مولانا خان محمد صاحب دامت برکاتہم سجادہ نشین
خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف

مجلس ادارت

مفتی احمد الرحمٰن — مولانا محمد یوسف لدھیانوی
ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر — مولانا بدیع الزمان
مولانا منظور احمد الحسینی

بدل اشتراک

سالانہ/۷۰ روپے — ششماہی/۴۰ روپے
سہ ماہی/۲۰ روپے
فی پرچہ : ۲ روپے

رابطہ دفتر

مجلس تحفظ ختم نبوت
جامع مسجد باب الرحمت ٹرسٹ
پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ، کراچی ۳
فون نمبر :- ۷۱۱۶۷۱

اندرونِ ملک نمائندے

اسلام آباد/راولپنڈی	عبدالرؤف جتوئی
گوجرانوالہ	حافظ محمد ثاقب
لاہور	ملک کریم بخش
فیصل آباد	مولوی فقیر محمد
سرگودھا	ایم اکرم طوفانی
ملتان	عطاء الرحمٰن
بہاولپور	ذبیح فاروقی
لیہ/کروڑ	حافظ خلیل احمد لالا
پشاور	نورالحق نور
مانسہرہ/ہزارہ	سید منظور احمد آسی
ڈیرہ اسماعیل خان	ایم شعیب گنگوہی
کوئٹہ	نذیر تونسوی
حیدرآباد سندھ	نذیر بلوچ
کنری	ایم عبدالواحد
سکھر	ایچ غلام محمد
ٹنڈو آدم	حماد اللہ عرف ولی اللہ

اس شمارے میں

۱۔ خصائل نبوی صلی اللہ علیہ وسلم۔	۲
۲۔ اداریہ۔	۵
۳۔ مگرمچھ کے آنسو۔	۶
۴۔ غزوۂ حنین۔	۸
۵۔ ایک قادیانی ایڈوکیٹ کے اعتراضات اور ان کا جواب۔	۱۰
۶۔ مسئلہ نزول عیسےٰ علیہ السلام۔	۱۳
۷۔ یہ کلمہ دوستی ہے یا کلمۂ دشمنی۔	۱۶
۸۔ آپ کے مسائل کا جواب	۱۷
۹۔ دورۂ افریقہ۔	۱۹
۱۰۔ سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ	۲۰
۱۱۔ بزم ختم نبوت۔	۲۳
۱۲۔ اخبار ختم نبوت۔	۲۵

بدل اشتراک : برائے غیر ممالک بذریعہ رجسٹرڈ ڈاک

سعودی عرب	۲۱۰ روپے
کویت، اومان، شارجہ، دوبئی، اردن اور شام	۲۲۵ روپے
یورپ	۲۹۵ روپے
آسٹریلیا، امریکہ، کینیڈا	۲۷۰ روپے
افریقہ	۲۱۰ روپے
افغانستان، ہندوستان	۱۶۵ روپے

بیرونِ ملک نمائندے

کینیڈا	آفتاب احمد	ناروے	غلام رسول
ٹرینیڈاڈ	اسمٰعیل ناخدا	افریقہ	محمد زبیر افریقی
برطانیہ	محمد اقبال	مارلیشش	ایم اخلاص احمد
اسپین	راجہ حبیب الرحمٰن	ری یونین فرانس	عبدالرشید بزرگ
ڈنمارک	محمد ادریس	بنگلہ دیش	محی الدین خان

عبدالرحمٰن یعقوب باوا نے کلیم الحسن نقوی انجمن پریس کراچی سے چھپوا کر 29/4 سائٹ مینشن ۱۴۷ ایم اے جناح روڈ کراچی سے شائع کیا

مجلس تحفظ ختم نبوت پشاور (سرحد)

خصائل نبوی ﷺ

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی قرأت کا ذکر

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب سہارنپوری رحمہ اللہ تعالیٰ

۷ ۔ حدثنا قتیبۃ بن سعید حدثنا نوح بن قیس الحدانی عن حسام بن مصک عن قتادۃ قال ما بعث اللہ نبیا الا حسن الوجہ حسن الصوت و کان نبیکم صلی اللہ علیہ وسلم حسن الوجہ حسن الصوت و کان لا یُرَجِّعُ

ترجمہ۔ حضرت قتادہؓ کہتے ہیں کہ حق تعالیٰ شانہٗ نے ہر نبی کو حسین صورت اور حسین آواز والا مبعوث فرمایا ہے اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حسین صورت اور جمیل آواز تھے بحضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم قرآن شریف (گانے والوں کی طرح) آواز بنا کر نہیں پڑھتے تھے۔

۸ ۔ حدثنا عبد اللہ بن عبد الرحمن ، حدثنا یحییٰ بن حسان حدثنا عبد الرحمن بن ابی الزناد عن عمرو ابن ابی عمرو عن عکرمۃ عن ابن عباس قال کان قراءۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ربما یسمعھا من فی الحجرۃ و ھو فی البیت ۔

ترجمہ ۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز صرف اس قدر بلند ہوتی تھی کہ اگر آپ کوٹھری میں پڑھتے تو صحن والے سن لیتے تھے ۔

ف ۔ یعنی صحن سے آگے نہیں پڑھتی تھی ۔

قرآن شریف کا آہستہ آواز سے پڑھنا دونوں موقع کے لحاظ سے افضل ہیں اگر ترغیب کا موقعہ ہو یا کوئی اور سبب جہر کی ترجیح کا ہو تو جہر سے پڑھے اگر ریا وغیرہ کا خوف ہو تو آہستہ پڑھے ۔ غرض یہ کہ موقع کے لحاظ سے مختلف ہوتا رہتا ہے ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ آواز سے قرآن پاک پڑھنے والا ایسا ہے جیسا اعلان سے سجدہ کرنے والا ، اور آہستہ قرآن شریف پڑھنے والا ایسا ہے جیسا کہ چپکے سے صدقہ کرنے والا ۔ اور صدقہ سے متعلق اظہار و اخفاء کا افضل ہونا موقع کے لحاظ سے بدلتا رہتا ہے اسی طرح تلاوت کا بھی حکم ہے ۔

باب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی گریہ وزاری کا ذکر

ف ۔ آدمی کا رونا چند وجوہ سے ہوتا ہے ۔ کبھی رحمت اور مہربانی کی وجہ سے ہوتا ہے ۔ کبھی خوف کی وجہ سے ہوتا ہے ۔ کبھی کسی درد وغیرہ کی وجہ سے ہوتا ہے ، کبھی رنج وغیرہ کی وجہ سے ہوتا ہے ۔ کبھی کسی کے ظلم کی وجہ سے ہوتا ہے ۔ ایک رونا توبہ کا ہوتا ہے جو کسی گناہ کے صادر ہو جانے سے آتا ہے ایک رونا نفاق کا کہلاتا ہے جو کسی دوسرے کے دکھانے کی وجہ سے نماز وغیرہ میں خشوع و خضوع ظاہر کرنے کے طور پر رو دیا جائے ۔ ایک رونا مانگے کا کہلاتا ہے جیسے کسی کے مُردہ کو بلا مزدوری لیے رو دیا جائے ایک رونا مزدوری کا رونا کہلاتا ہے جیسے کسی میت کے گھر مزدوری لے کر رو دیا جائے جیسا کہ بعض جگہ دستور ہے ایک موافقت کا رونا کہلاتا ہے وہ یہ کہ کسی کو روتا ہوا دیکھ کر رونا آجائے وغیرہ وغیرہ ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا گریہ اکثر میت پر شفقت و رحمت یا امت پر خوف یا اللہ تعالیٰ کے ڈر یا اس کے اشتیاق سے ہوتا ہے جیسا کہ روایات سے معلوم ہوگا ۔ انہی اقسام کا رونا محمود ہے ۔ مشائخ نے لکھا ہے کہ ایک رونا جھوٹ کہلاتا ہے وہ اس شخص کا رونا ہے جو کسی گناہ پر روئے اور اس پر جمارہے شراح حدیث نے لکھا ہے کہ حضرت داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام کا رونا رنج کا رونا تھا اور حضرت ابراہیم علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کا رونا شوق کا رونا تھا اور نبی کریم علیہ افضل الصلوٰت والتسلیم کا رونا محبت کا رونا تھا ۔ بندہ کے نزدیک اس کا مطلب یہ ہے کہ رونے کا اکثر رونا اس ذیل میں تھا ورنہ جیسا ابھی گذرا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا رونا مختلف انواع کا تھا چنانچہ مختلف انواع کی روایات آرہی ہیں ۔

اس باب میں مصنف نے چھ حدیثیں ذکر فرمائی ہیں ۔

تیل و گیس کا ادارہ تباہی کے کنارے پر

تیل و گیس کی ترقیاتی کارپوریشن کا ادارہ تباہی کے کنارے پر پہنچ چکا ہے۔ اس اہم ترین ادارے کا چیئرمین ذکاء الدین ملک پکا قادیانی ہے۔ وہ کیا کچھ کر رہا ہے اس کی ہلکی سی جھلک ہم گذشتہ شمارے میں اس ادارے کی یونین کے عہدیداروں کے حوالے سے بیان کی صورت میں شائع کر چکے ہیں۔

کارپوریشن مذکور میں دھڑا دھڑ قادیانیوں کو جو کہ ناتجربہ کار ہیں بھرتی کیا گیا ہے اور کیا جا رہا ہے۔ ان میں چیئرمین ذکاء الدین ملک کے رشتہ دار بھی ہیں۔ ادارے کے لوگوں نے یہ بھی بتایا ہے کہ چیئرمین ذکاء الدین ملک کی پشت پناہی بیرونی عناصر اور یہودی لابی کر رہی ہے۔

حال ہی میں اخبارات کے ذریعہ یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ اسٹیٹ لائف انشورنس کی "چیئرمین شپ" ایک ایسے قادیانی کو دی گئی ہے جس پر وہاں کی یونین کے پہلے ہی بدعنوانی کا الزام لگا چکی ہے۔ ہم گذشتہ سال اس کی بدعنوانیاں پر یونین کے حوالے سے ایک رپورٹ بھی شائع کر چکے ہیں۔

ہم حکومت سے یہ دریافت کرنا چاہتے ہیں آخر یہ کھیل کب تک جاری رہے گا اور حکومت کی آنکھ کب کھلے گی؟

پاکستان کے مسلمانوں کا دیرینہ مطالبہ کہ —— "قادیانیوں کو کلیدی عہدوں سے ہٹایا جائے" —— ہنوز پورا کرنے کے بجائے —— مزید اہم عہدوں اور نازک و حساس مقامات پر ملازمتیں فراہم کرنا کہاں کا انصاف ہے؟

"قادیانیوں کو پاکستان کی ترقی و استحکام و سالمیت سے کوئی دلچسپی نہیں۔ ان کو ہدایات یہی ہیں کہ "ملکی معیشت کو تباہ و برباد کر دو" اور یوں وہ غیر مسلم اقلیت قرار دیئے جانے اور قادیانی آرڈی نینس نافذ کئے جانے کا انتقام لے رہے ہیں۔

قادیانیوں نے لوٹ کھسوٹ کا بازار گرم کر رکھا ہے۔ رشوت لیتے ہوئے یہ پکڑے جاتے ہیں۔ بدعنوانی یہ کرتے ہیں، ہیروئن اسمگلنگ کا دھندا انہوں نے کر رکھا ہے۔ لیکن حیرت یہ ہے کہ اس کے باوجود ان کو ذرہ برابر نقصان نہیں پہنچتا۔ ان کو "اوپر سے" مکمل تحفظ کرنے والا کوئی نہ کوئی نکل آتا ہے۔

ہمارے خیال تو آئے دن جو بحران ملک میں پیدا ہو رہے ہیں وہ اسی قادیانی ٹولہ کی سازش کا نتیجہ ہے جس طرح یہودی لابی امریکہ کی معیشت پر مسلط ہے ٹھیک اسی طرح ہماری معیشت قادیانیوں کے کنٹرول میں ہے۔

ہمارا مطالبہ ہے کہ تیل و گیس کی ترقیاتی کارپوریشن کے چیئرمین سمیت تمام قادیانیوں کو فوری طور پر (باقی صفحہ 15 پر)

تحریر: ندیم سمانا

مرزائی ترجمان کے عربوں کے حق میں

مگرمچھ کے آنسو!

کیا اس طرح قادیانی
اپنی یہود دوستی پر
پردہ ڈال سکتے ہیں؟

قادیانی جماعت کے ترجمان "لاہور" نے اپنی ۲۵ مئی کی اشاعت میں ماہنامہ حکایت لاہور سے ایک مضمون نقل کیا ہے اس کا کچھ حصہ ملاحظہ فرمائیے

"یہ ایک کھلی حقیقت ہے کہ اسرائیل امریکہ اور برطانیہ کا ناجائز بچہ ہے اور اس کی آبادکاری میں فرانس اور روس کا بھی ہاتھ ہے اب جبکہ یہ بچہ جوان ہو گیا ہے امریکہ نے اسے مشرق وسطی کا غنڈہ بنا دیا ہے۔ کوئی بھی مسلمان جو دین دار اور غیور ہے اسرائیل کے وجود کو تسلیم اور برداشت نہیں کر سکتا۔ یہ ملک اسرائیل نہیں فلسطین ہے جسے استعماری قوتیں اسرائیل کہتی ہیں۔ یہ فلسطینیوں کی لاشوں پر اور ان کے مکانوں کے جلے ہوئے کھنڈروں پر آباد کیا گیا ہے۔ وہاں کے باشندوں کو جو مسلمان تھے اور صدیوں سے وہاں آباد تھے اور جن کی جڑیں اس سرزمین میں بہت گہری اتری ہوئی تھیں انہیں وہاں سے بالکل اسطرح نکالا گیا جس طرح ۱۹۴۷ء میں مشرقی پنجاب سے مسلمانوں کو پاکستان کی طرف دھکیلا گیا تھا۔"

مضمون نگار نے یہودی بربریت اور سفاکی اور درندگی کی تصویر کشی کرتے ہوئے لکھا ہے:-

"اسرائیل کے قیام کیلئے یہودیوں نے فلسطینی مسلمانوں کا قتل عام کیا، ان کے گھر لوٹے، جلائے، ان کی خواتین کی بے حرمتی کی، ان کی دوکانوں پر، پھل دینے والے باغوں، زرخیز اراضی پر اور ان کی دیگر املاک پر قبضہ کر لیا، درندگی اور دہشت گردی کی وہ قیامت بپا کی کہ فلسطینی اپنے بچے اور اپنی جانیں لیکر ادھر اُدھر بھاگ گئے۔"

فلسطینیوں کے جذبہ جہاد و حریت کا ذکر کرتے ہوئے مضمون نگار لکھتا ہے:-

"ان میں کچھ حریت پسند اٹھے اور فلسطین کی آزادی کے لئے مسلح جہاد شروع کر دیا اور فلسطین کے فدائی کہلانے لگے۔ ان کا جہاد تقریروں اور بیانوں والا نہیں تھا، ان کے پاس ایک انچ زمین نہیں تھی (نہ اب ہے) جسے وہ اپنی زمین کہہ سکتے لیکن ان کے جہاد نے زمین کے پورے کرے کو ہلا کر رکھ دیا ـــــ انکے جذبہ حریت کو ختم کرنے کے لئے اسرائیل نے ان کی جھونپڑوں کی بستیوں پر نیپام (آگ کے) بم پھینکنے شروع دیئے اور ہزارہا فلسطینی عورتوں بچوں اور آدمیوں کو زندہ جلا دیا۔ ایسا ایک دوبار نہیں ہوا۔ ان کے مظلوم، مجبور اور مقہور مسلمانوں پر آگ برستی ہی رہی۔"

یہ ہیں اس مضمون کے اقتباسات جو مرزائی ترجمان نے اپنے رسالے میں نقل کیے ہیں۔ اس مضمون میں صدر جنرل محمد ضیاء الحق صاحب کے اس انٹرویو پر تنقید کی گئی تھی جو انہوں نے کینیڈا کے ایک اخبار "ٹورنٹو سٹار" کو دیا تھا جس میں صدر صاحب نے کہا تھا:-

"پاکستان اسرائیل کو تباہ کرنے کے فلسفے پر یقین نہیں رکھتا وہ اسرائیل کے زندہ رہنے کا حق تسلیم کرتا ہے، پاکستان کو اعتراض اسرائیل کی پالیسیوں پر ہے جن کے تحت عربوں کو ان کے حقوق سے محروم کیا جا رہا ہے۔ پاکستان اور اسرائیل میں یہ قدر مشترک ہے کہ دونوں سخت مشکلات سے گذر کر نظریہ کی بنیاد پر معرض وجود میں آتے ہیں پاکستان ۱۹۴۷ء میں اور اسرائیل ۱۹۴۸ء میں بنا

روزنامہ جنگ ۵ر اپریل ۱۹۸۵ء

صدر صاحب نے جو کچھ کہا وہ ان کے منصب سے بالکل گری بات ہے ملکہ اسرائیل کے وجود کو تسلیم کر لینے کے مترادف ہے لیکن سوال یہ ہے کہ مرزائی ترجمان اس مضمون کو شائع کرکے کیا تاثر دینا چاہتا ہے ؟ ۔

۱ ۔ اب جہاں تک ہم سمجھتے ہیں مرزائی ترجمان نے اس مضمون کو غبار دشمنی کے تحت شائع کیا ہے لیکن وہ غبار دشمنی میں اس حقیقت کو فراموش کر گیا ہے کہ قادیانیوں نے بھی اسرائیل کے وجود کو تسلیم کیا ہوا ہے

۲ ۔ قادیانی مشن اسرائیل میں موجود ہے

۳ ۔ ہزاروں قادیانی نوجوان یہودی فوج میں بھرتی ہو چکے ہیں

۴ ۔ اور وہ یہودیوں کے شانہ بشانہ فلسطینی اور اور عرب مسلمانوں کا خون بہا رہے ہیں ۔

اگر ہم اپنی طرف سے کوئی بات لکھیں تو عین ممکن ہے کہ مرزائی ترجمان ہمیں قادیانیوں کی "اندھی مخالفت" کا طعنہ دے اس لئے ہم ذیل میں ایک یہودی پروفیسر کی گواہی پیش کرتے ہیں

لندن سے شائع ہونے والی کتاب "اسرائیل اے پروفائل" میں انکشاف کیا گیا ہے کہ حکومت اسرائیل نے اپنی فوج میں پاکستانی قادیانیوں کو بھرتی ہونے کی اجازت دے دی ہے "

یہ کتاب پولیٹیکل سائنس کے ایک یہودی پروفیسر آئی آئی نوفانی نے لکھی ہے اور اسے لندن کے ادارہ "پال مال" نے شائع کیا ہے ۔ اس کتاب میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ ۱۹۷۲ء تک اسرائیلی فوج میں چھ سو پاکستانی قادیانی شامل ہو چکے ہیں ۔

نوائے وقت لاہور ص ۹ ، ۲۹ دسمبر ۱۹۷۵ء

یہ ۱۹۷۲ء کی بات ہے اب ان کی تعداد ہزاروں

تک پہنچ چکی ہے ۔ سوال یہ ہے کہ مرزائی ترجمان کے شائع کردہ مضمون میں یہودی فوج کی درندگی اور سفاکیت کی جو تصویر کشی کی گئی ہے کیا قادیانی اس سے الگ تھلگ رہ سکتے ہیں ۔ کیا فلسطینی مسلمانوں کے قتل عام ، ان کے گھروں کو لوٹنے اور جلانے ، ان کی خواتین کی بے حرمتی کرنے ، ان کی دوکانوں پھل دینے والے باغوں اور ان کی زرخیز اراضی پر قبضہ کرنے ، ان کی جھونپڑیوں پر آگ کے بم گرانے میں وہ شریک نہیں ہیں ؟

فوج خواہ کسی بھی ملک کی ہو وہ اپنے کمانڈر کے ماتحت ہوتی ہے بلکہ ہر فوجی اپنے سے بڑے آفیسر کا ماتحت ہوتا ہے کوئی فوجی اپنے سے بڑے آفیسر کی حکم عدولی نہیں کرسکتا ۔ تو کیا قادیانی وہاں بھی اپنے "خلیفہ" کے حکم کے پابند ہیں ؟

— پاکستان میں بیٹھ کر عربوں کے حق میں مگرمچھ کی طرح آنسو بہانے والے قادیانیو ! بتاؤ تمہارے ان آنسوؤں کی کوئی حقیقت ہے ؟ ۔

بقیہ : غزوۂ حنین

دن جب کہ تم کو اپنی (جماعت کی) کثرت پر غرہ تھا تو وہ تمہارے کچھ بھی کام نہ آئی ۔ اور زمین باوجود (اتنی بڑی) فراخی کے تم پر تنگ ہو گئی پھر تم پیٹھ پھیر کر پھر گئے پھر خدا نے اپنے پیغمبر پر اور مومنوں پر اپنی طرف سے تسکین نازل فرمائی اور (تمہاری مدد کو فرشتوں کے) لشکر جو تمہیں نظر نہیں آتے تھے (آسمان سے) اتارے اور کافروں کو عذاب دیا اور کفر کرنے والوں کی یہی سزا ہے "

اسلام اور مسلمانوں کے خلاف آخری جنگ

عربوں کے سینہ میں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف جو آگ سلگ رہی تھی وہ غزوۂ حنین کے بعد ٹھنڈی پڑ گئی اس لئے کہ اس لڑائی نے ان کی باقی ماندہ طاقت بھی ختم کر دی اور ان کے ترکش کے سارے تیر بیکار کر دیئے ، ان کی جمعیت ذلیل اور پراگندہ ہو گئی ، اور ان کے دل قبول اسلام کے لئے کھل گئے ۔

اوطاس میں

ہوازن کی شکست کے بعد ان کے ایک گروہ نے جس میں سردار قبیلہ مالک بن عوف بھی تھا ، طائف میں جا کر پناہ لی ، اور وہاں اپنے کو قلعہ بند کر لیا ایک دوسرے دستے نے چل کر "اوطاس" میں پڑاؤ ڈال دیا ۔ ان کے تعاقب کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سریہ ابو عامر الاشعری کی سرکردگی میں روانہ فرمایا جس نے ان سے جہاد کیا اور ان کو شکست دی حنین کا مال غنیمت اور باندیاں وغیرہ آپ کے پاس پہنچیں تو آپ نے ان سب کو جعرانہ بھجوا دیا اور ان کو وہاں حفاظت و حراست میں کر لیا گیا ۔

غلاموں اور باندیوں کی تعداد چھ ہزار تھی ، اونٹ چوبیس ہزار ، بکریاں چالیس ہزار سے زیادہ اس کے علاوہ چار ہزار اوقیہ چاندی ، اس میں شامل تھی ، یہ سب سے بڑا مال غنیمت تھا جو اب تک مسلمانوں کے ہاتھ لگا ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ حنین میں اپنے اصحاب کرام اور فقہائے جہاد کو یہ حکم صادر فرمادیا کہ کسی بچہ ، عورت ، مرد یا غلام پر جو کام کاج کے لئے ہو ، ہاتھ نہ اٹھایا جائے ، آپ نے ایک عورت کے قتل پر جو حنین میں ماری گئی تاسف کا اظہار فرمایا ۔

غزوۂ حنین

یہ دراصل

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ اور اسلام کے فروغ واشاعت کو روکنے کی ایک مایوسانہ کوشش تھی!

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی

شمع اسلام کو پھونکوں سے بجھانے کی ایک اور ناکام کوشش

جب فتح مکہ کی تکمیل ہوگئی اور لوگوں نے بہت بڑی تعداد میں اسلام قبول کرنا شروع کیا تو اس وقت گردوپیش کی آبادی نے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف اپنے ترکش کا آخری تیر بھی چلادیا۔ یہ دراصل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ اور جزیرۃ العرب میں اسلام کے فروغ اور اشاعت کو روکنے کی ایک مایوسانہ کوشش تھی۔

ہوازن کا اجتماع

قبیلۂ ہوازن قریش کے بعد نمبر دو کی طاقت سمجھی جاتی تھی، ان کے اور قریش کے درمیان رقابت اور مقابلہ کا جذبہ پہلے سے موجود تھا، چنانچہ قریش نے اسلام کی ابھرتی ہوئی طاقت کے سامنے ہتھیار رکھ دیئے اور اپنی شکست تسلیم کرلی۔ لیکن ہوازن نے اپنا سر تسلیم خم کرنے سے انکار کردیا، بلکہ اس کے اندر جذبہ اور شوق پیدا ہوگیا کہ اسلام کی بیخ کنی کا عظیم کارنامہ اس کے نامۂ اعمال میں لکھا جائے اور یہ فضیلت وشہرت اس کے نصیب میں آئے۔ اور لوگ کہیں کہ جو کام قریش نہ کرسکے اس کو ہوازن نے کر دکھایا۔

قبیلے کے سردار مالک بن عوف النصری نے اعلان جنگ کیا، خود ان کے قبیلے ہوازن کے ساتھ پورے قبیلہ ثقیف اور قبائل "نصر و جشم" اور سعد بن بکر نے ان کی آواز پر لبیک کہا، کعب اور کلاب نے ان کی حمایت نہیں کی، سب نے مل کر صف آرائی کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف پیش قدمی کا پروگرام بنایا اور مال ومتاع، عورتیں اور بچے لشکر کے ساتھ رکھے تاکہ گھر والوں کی عزت وناموس کے خیال سے وہ پامردی سے مقابلہ کریں اور راہ فرار اختیار نہ کرسکیں۔

اس معرکہ میں دُرید بن الصمۃ بھی شریک تھا، جو ایک سن رسیدہ اور تجربہ کار شخص تھا، اور بہت عقلمند اور صائب الرائے سمجھا جاتا تھا، ان کا یہ لشکر "اوطاس" میں اترا، حالت یہ تھی کہ اونٹوں کی بلبلاہٹ، گدھوں، خچروں کی چیخ وپکار، بکریوں کے ممیانے اور بچوں کے رونے چلانے سے لشکر کے اندر ایک شور برپا تھا، مالک بن عوف (سردار قبیلہ) نے اپنے سپاہیوں کو ہدایت کی کہ تم مسلمانوں کو دیکھنا تو اپنی تلواروں کی نیام توڑ دینا اور ایک ساتھ پوری طاقت سے حملہ کرنا۔

دوسری طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ کے دو ہزار مسلمان تھے، جن میں سے کچھ لوگ نئے نئے اسلام لائے تھے، کچھ لوگوں کے ابھی اسلام قبول کرنے کی نوبت نہیں آئی تھی، اس کے علاوہ آپ کے اصحاب کرامؓ اور فدائیان اسلام کی دس ہزار فوج آپ کے ساتھ تھی، جو مدینہ سے آپ کے ساتھ نکلے تھے، اس طرح ان کی تعداد اب تک کے تمام غزوات سے زیادہ تھی، یہ دیکھ کر کچھ مسلمان کہنے لگے کہ آج ہم قلت تعداد کی وجہ سے شکست نہیں کھا سکتے، کثرت تعداد پر ان کو ایک طرح کا ناز سا ہوگیا۔

اس موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صفوان بن امیہ سے (باوجود اس کے کہ وہ مشرکین میں سے تھے) کچھ زرہیں اور ہتھیار وغیرہ مستعار لئے، اور ہوازن کے معرکہ کی نیت سے تشریف لے چلے۔

اب بت پرستی واپس نہیں آسکتی خواہ کسی شکل میں ہو

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس لشکر میں کچھ ایسے افراد بھی تھے جو ابھی ابھی تازہ تازہ جاہلی زندگی کو ترک کرکے اسلام میں داخل ہوئے تھے، قصہ یہ تھا کہ عرب میں بعض قبائل کو ایک بڑے اور سرسبز درخت سے جس کا نام "ذات انواط" تھا خاص عقیدت تھی۔ وہ اس میں اپنے ہتھیار لٹکاتے تھے، قربانیاں کرتے تھے، اور ایک دن اس کے نیچے قیام کرتے تھے، چنانچہ جب دوران

سفر میں یہ درخت انہیں نظر آیا تو جاہلیت کی اُن قدیم رسموں اور باتوں کو یاد کرکے اور ان زیارت گاہوں کو دیکھ کر ان کے مُنہ میں پانی بھر آیا۔ اور بے ساختہ کہنے لگے یا رسُول اللہ! جیسا ان لوگوں کا "ذات انواط" تھا ویسا ہی ایک ہمارے لئے بھی ایک مرکزِ عقیدت تجویز فرما دیجئے۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سُن کر فرمایا اللہ اکبر! اس کی قسم جس کے قبضے میں محمد کی جان ہے تم نے مجھ سے ایسی فرمائش کی ہے جیسے موسیٰ کی قوم (یہود) نے موسیٰ سے کی تھی اور کہا تھا "اِجْعَلْ لَّنَآ اِلٰهًا كَمَا لَهُمْ اٰلِهَةٌ قَالَ اِنَّكُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُوْنَ" (آپ ہمارے لئے بھی ایک معبود بنا دیجئے جیسے ان کے بُت سے معبود ہیں، انہوں نے جواب دیا کہ تم بڑی جہالت کی باتیں کرنے والی قوم ہو) پھر آپ نے فرمایا "بے شک تم اپنی پیشرو قوموں کی ایک ایک بات اور طریقہ کی پیروی کروگے"۔

وادی حُنین میں

جب مسلمان وادی حُنین میں پہنچے تو شوال کی دس تاریخ (سنہ ۸ھ) تھی، انہوں نے صبح کے دھندلکے میں نشیب کی طرف اترنا شروع کیا، ہوازن ان سے پہلے اس وادی میں پہنچ چکے تھے، اور اس کی گھاٹیوں تنگ راستوں اور آڑوں میں کمین گاہیں اور مورچے بنائے تھے، مسلمانوں کو صرف اتنا نظر آیا کہ انہوں نے ان کو اپنے تیروں پر رکھ لیا ہے اور تلواریں بے نیام ہیں، انہوں نے ایک ساتھ اور ایک وقت میں بھرپور حملہ کیا، وہ مانے ہوئے تیرانداز تھے۔

اکثر مسلمان اس اچانک حملے سے گھبرا کر پیچھے کی طرف ہٹے، کوئی کسی کو دیکھتا نہ تھا کہ وہ کہاں ہے یہ ایک خطرناک اور فیصلہ کن لمحہ تھا اور قریب تھا کہ جنگ کا پانسہ مسلمانوں کے خلاف پلٹ جائے، پھر اس کے بعد ان کو سنبھلنے اور اپنا مرکز قائم رکھنے کی بھی گنجائش نہ رہے یہاں جو کچھ ہوا وہ غزوۂ اُحد سے بہت مشابہ تھا جب یہ مشہور ہوگیا تھا کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہوگئے ہیں اور وہاں مسلمانوں کے قدم اُکھڑ گئے تھے۔

دشمنوں کی شماتت اور ضعیف الایمان لوگوں کی لغزشیں

مکّے کے اکثر لوگ جو آپ کے ہمراہ اس لشکر میں تھے، اور جن کے دلوں میں ابھی ایمان اُترا نہ تھا، ہزیمت کی یہ شکل دیکھ کر مختلف باتیں کرنے لگے، دلوں کا چھپا ہوا کینہ اس وقت ان کی زبانوں پر آگیا، انہوں نے کہا اب سمندر سے ادھر ان کی ہزیمت کا سلسلہ ختم نہ ہوگا، بعض لوگ کہنے لگے آج ان کا جادو ٹوٹ گیا۔

فتح اور سکینت

مسلمانوں کو جس قدر تادیب اور تنبیہ اللہ تعالیٰ کو منظور تھی وہ ہوگئی اور کثرت تعداد پر خوش ہونے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان کو فتح کی حلاوت کے بعد شکست کی تلخی کا مزہ بھی چکھایا تاکہ ان کا ایمان مضبوط ہو اور فتح سے ان کے اندر کوئی اتراہٹ اور ہزیمت سے کسی قسم کی مایوسی پیدا نہ ہو، تو اس نے پھر ان کو حملہ کی پوزیشن میں پہنچا دیا، اور اپنے رسُول اور تمام مسلمانوں پر ایک قسم کی سکینت نازل فرمائی۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت اپنے سفید رنگ خچر (شہباء) پر اپنی جگہ اسی طرح بے خوف و بے تردد تشریف فرما تھے، آپ کے ساتھ مہاجرین، انصار اور اہل بیت کے بہت کم افراد باقی تھے، عباسؓ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ آپ کے خچر کی لگام تھامے تھے، رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے جاتے تھے۔

انا النبی لا کذب   انا ابن عبد المطلب

میں پیغمبر صادق ہوں   میں فرزند عبدالمطلب ہوں

اس حالت میں جب مشرکین کے دستے آپ کے سامنے آئے تو آپ نے ایک مٹھی مٹی لیکر دشمنوں کی آنکھوں میں دُور تک اس طرح پھینک دی کہ وہ ان کی آنکھوں میں بھر گئی۔

جب آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ ہر شخص اپنی فکر میں ہے، تو ارشاد ہوا کہ عباسؓ یہ آواز دو کہ "یا معشر الانصار یا اصحاب السمرة!" (اے انصار! اے ببول کے درخت والو) انہوں نے سنتے ہی کہا لبیک! لبیک! ان کی آواز بہت بلند تھی جب ان کی آواز کسی آدمی تک پہنچتی تو وہ اسی وقت اپنے اونٹوں سے کود پڑتا اور اپنی تلوار اور ڈھال لے کر رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوجاتا، جب ایک جماعت اس طرح تیار ہوگئی تو انہوں نے کفار سے مقابلہ شروع کردیا۔ اور دونوں فریق گتھ گئے، رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دستے کے ساتھ بلندی پر تشریف لائے آپ نے دیکھا کہ دونوں فریق برسرپیکار ہیں یہ منظر دیکھ کر آپ نے فرمایا اب تنور گرم ہوگیا ہے (زور کا رن پڑا ہے) اس کے بعد آپ نے کچھ کنکریاں لیکر کفار کی طرف پھینک دیں حضرت عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد میں برابر دیکھتا رہا کہ دشمن کی تیزی ماند پڑ رہی ہے، اور وہ پسپا ہوتے نظر آرہے ہیں۔

دونوں فریق اچھی طرح لڑے اور ابھی شکست کھا کر لوگ پوری طرح واپس بھی نہیں ہوئے کہ ان کے قیدی جن کے ہاتھ بندھے ہوئے تھے۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مبارک میں حاضر نظر آئے، اللہ تعالیٰ نے فتح و نصرت کے فرشتے نازل فرمائے اور پوری وادی اُن سے بھر گئی، اس طرح ہوازن کی شکست اتمام تک پہنچی۔

لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِيْ مَوَاطِنَ كَثِيْرَةٍ الخ۔

ترجمہ: خدا نے بہت سے موقعوں پر تم کو مدد دی ہے اور (جنگ) حُنین کے

باقی صفحہ پر

از محمد بشیر

گذشتہ سے پیوستہ

ایک قادیانی ایڈووکیٹ کے

اعتراضات اور ان کا جواب

گذشتہ دنوں مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی نے "ہفتہ ڈاک" منایا۔ انہی دنوں کچھ لٹریچر آزاد کشمیر کے ایک ایڈووکیٹ ایم اے فاروق صاحب کو بھی گیا۔ جس پر انہوں نے مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے مرکزی امیر حضرت مولانا خان محمد صاحب مدظلہ کے نام ایک طویل خط سائیکلو سٹائل کر کے بھیجا جس میں مسلمانوں اور اسلام پر کچھ اعتراضات کئے گئے تھے وہ خط اس قابل تو نہیں تھا کہ اس کو اہمیت دی جائے لیکن وکیل صاحب کی ضیافت طبع کے لئے ذیل میں اس کا جواب پیش کیا جا رہا ہے : (مدیر)

جنرل ضیاء الحق اور ڈاکٹر عبدالسلام

آپ نے یہ بھی کہا ہے کہ :

"جنرل ضیاء الحق صاحب نے "مشہور سامراجی گماشتے" ڈاکٹر عبدالسلام کو نوبل پرائز ملنے پر مدعو کیا"۔ یہ قطعاً جھوٹ ہے موصوف نے ڈاکٹر مذکور کو ایک پاکستانی کہا تھا۔ تاہم جنرل ضیاء الحق صاحب نے ایک کافر اور مرتد کی تکریم کو توقیر کر کے بہت بڑی غلطی کی تھی اور غلطی کی تلافی (کسی حد تک) انہوں نے قادیانیوں کے خلاف آرڈی ننس جاری کر کے کر دی ہے۔ مکمل تلافی اسی وقت ہوگی جب وہ انگریز کی اس خود کاشتہ جماعت کو پاکستان کی سرزمین سے اٹھا کر بحیرہ مردار میں پھینکیں گے۔

قادیانی آرڈی ننس کے نفاذ سے آپ یہ بھی اندازہ لگا لیں کہ جنرل صاحب مسلمان ہیں یا قادیانی ——— نیز مرزا طاہر کو ملک سے بھگانے میں ان کا ہاتھ ہے یا نہیں۔

غیر مسلموں کی عبادت گاہ اور کلمہ طیبہ

۱۔ آپ نے کہا ہے کہ :

"میں سمجھتا ہوں کہ جب غیر مسلموں کی عبادت گاہوں پر کلمہ شریف نصب ہو تو یہ ان قوموں میں اسلام کی پہلی فتح ہوگی"۔

جناب! مسلمانوں کے کلمہ کو کلمہ طیبہ کہا جاتا ہے یعنی پاک کلمہ ——— یہ مسلمانوں کا امتیازی نشان ہے اگر ہندو، سکھ، عیسائی، یہودی اور دوسرے غیر مسلم اپنے عبادت خانوں پر کلمہ طیبہ لکھنا شروع کر دیں، تو کیسے معلوم ہوگا کہ یہ مسلمانوں کی عبادت گاہ ہے یا غیر مسلموں کی ——— اس لئے کسی غیر مسلم کو مسلمانوں کا امتیازی نشان استعمال کرنے اور اپنی عبادت گاہوں پر لگانے کی اجازت نہیں ہے۔

۲ ——— باہر کلمہ طیبہ لکھ دیا جائے اور اندر بتوں کی پوجا پاٹ کی جا رہی ہو، گائے کی عبادت ہو رہی ہو، صلیب کی پوجا ہو رہی ہو کیا اسلام میں ایسا کرنے کی اجازت ہے؟ یہ تو ایسا ہی ہے جیسے کوئی شخص شراب پر شربت کا لیبل لگا کر بیچنا شروع کر دے کیا اسلامی معاشرہ اور قانون ایسا کرنے کی اجازت دے سکتا ہے؟ مرزائی معاشرے میں ممکن ہے ایسی اجازت ہو اسلام میں قطعاً نہیں۔

وفاتِ مسیح

آپ نے کہا ہے کہ :

۱ ——— قادیانیت کو ختم کرنے کے لئے وفاتِ مسیح کا توڑ کیا جائے۔

۲ ——— علامہ اقبال نے مہدی اور مسیح کی آمد کو مجوسی نظریہ قرار دیا ہے۔

آپ کے خیالات سے واضح ہوتا ہے کہ آپ کو ابھی تک اس بات کا بھی علم نہیں کہ مسیح کی آمد ایک متفق علیہ مسئلہ ہے اور مرزائی بھی مسیح کی آمد کے قائل ہیں ——— اختلاف کی صورت یہ ہے :

مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ :

"حضرت مسیح علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے"۔

مرزائی کہتے ہیں کہ :

"حضرت مسیح علیہ السلام پیدا ہوں گے۔ اور وہ مرزا غلام احمد قادیانی ہے"۔

معلوم ہوا کہ وجہ اختلاف حضرت مسیح علیہ السلام کی آمد نہیں بلکہ مرزا غلام احمد قادیانی ہے جو مسیح ہونے

کا مدعی ہے اور جو قادیان میں غلام مرتضیٰ کے گھر چراغ بی بی کے پیٹ سے نکلا۔ (نکلا کا لفظ خود مرزا نے لکھا ہے)۔

الحمدللہ ہم پورے دعوے کے ساتھ کہتے ہیں کہ آنے والا مسیح حضرت مریمؑ کا بیٹا ہوگا اور آسمان سے نازل ہوگا۔ حضرت مسیح علیہ السلام اور ان کی آمد کے بارے میں سو سے زیادہ نشانیاں احادیث میں مذکور ہیں۔ ساری دنیا کے قادیانی بشمول مرزا طاہر اکٹھے ہو جائیں قرآن پاک کی کسی ایک آیت اور کسی بھی حدیث پاک سے مرزا قادیانی میں ایک نشانی بھی صحیح ثابت نہیں کر سکتے۔

علامہ اقبال اور قادیانی

امت کے بزرگوں اور قائدین پر جھوٹے الزام لگانا۔ ان کی عبارتوں کو توڑ مروڑ کر پیش کرنا مرزائیوں کی پرانی عادت ہے۔ بیچارے علامہ اقبال کے ساتھ بھی قادیانیوں نے یہی سلوک کیا ــــ علامہ صاحب مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کی جھوٹی نبوت کے سخت خلاف تھے غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا مطالبہ بھی علامہ اقبال نے کیا تھا۔ ثبوت ملاحظہ فرمائیے:

" حکومت قادیانیوں کو ایک الگ جماعت تسلیم کرے یہ قادیانیوں کی پالیسی کے عین مطابق ہوگا"

(حرف اقبال ص۱۱۹)

" ملت اسلامیہ کو اس مطالبہ کا پورا حق حاصل ہے کہ قادیانیوں کو علیحدہ کر دیا جائے اگر حکومت نے یہ مطالبہ تسلیم نہ کیا تو مسلمانوں کو شک گزرے گا کہ حکومت اس نئے مذہب کی علیحدگی میں دیر کر رہی ہے"

(حرف اقبال ص۱۲۹)

مسیلمہ پنجاب اقبالؒ کی نظر میں

علامہ اقبال کا مرزا قادیانی کی جھوٹی نبوت کے بارے میں کیا تاثر اور کیا نظریہ تھا ذیل میں ان کے چند منتخب اشعار پیش خدمت ہیں: ؎

وہ نبوت ہے مسلمان کیلئے برگ حشیش
جس نبوت میں نہیں قوت و شوکت کا پیام

مرزا قادیانی نبوت کے دعوے کے ساتھ جہاد کا منکر تھا علامہ اقبال نے اس جھوٹی نبوت کو بھنگ کے پتے سے تشبیہ دی ہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی مدعی الہام بھی تھا، سرکار انگریزی کا غلام و محکوم بھی اور یہی اس کی جھوٹی نبوت کا مقصد بھی تھا۔ اس پر علامہ صاحب فرماتے ہیں ؎

محکوم کے الہام سے اللہ بچائے
غارت گر اقوام ہے وہ صورت چنگیز

ہے زندہ فقط وحدت افکار سے ملت
وحدت ہو فنا جس سے وہ الہام بھی الحاد

مرزا صاحب کے اطاعت انگریز کے نظریئے اور امامت کے دعوے پر فرمایا: ؎

فتنۂ ملت بیضا ہے امامت اس کی
جو مسلماں کو سلاطیں کا پرستار کرے

مجذوب فرنگی نے باندازِ فرنگی
مہدی کے تخیل سے کیا زندہ وطن کو

ان غلاموں کا یہ مسلک ہے کہ ناقص ہے کتاب
کہ سکھلاتی نہیں مومن کو غلامی کے طریق

ایک اور جگہ انکار جہاد پر یوں فرماتے ہیں ؎

فتویٰ ہے شیخ کا یہ زمانہ قلم کا ہے
دنیا میں اب رہی نہیں تلوار کارگر

لیکن جناب شیخ کو معلوم کیا نہیں!!
مسجد میں اب یہ وعظ ہے بے سود و بے اثر

مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کی نسل نے ان تمام مسلمانوں کو کافر قرار دیا جو مرزے کی جھوٹی نبوت کو نہیں مانتے اس پر علامہ صاحب نے ارشاد فرمایا ؎

پنجاب کے ارباب نبوت کی شریعت
کہتی ہے کہ مومن پارینہ ہے کافر

مرزا قادیانی کا دعویٰ تھا کہ وہ سید بھی ہے، مرزا بھی ہے، افغان بھی ہے اس پر علامہ صاحب نے مشہور شعر کہا۔ یاد رہے کہ اُن دنوں مرزا جی کے ان دعووں کا بہت چرچا تھا ؎

یوں تو سید بھی ہو مرزا بھی ہو، افغان بھی ہو
تم سبھی کچھ ہو بتاؤ تو مسلمان بھی ہو

حدیث نبویؐ انا خاتم النبیین لا نبی بعدی کے مفہوم کو علامہ صاحب نے یوں بیان فرمایا:

لانبی بعدی ز احسانِ خدا است
پردہ ناموس دینِ مصطفےٰ است

دل ز غیر اللہ مسلمان برکند
نعرۂ لاقوم بعدی می زند

قصہ مختصر یہ کہ علامہ اقبال مرحوم پر یہ اتہام ہے کہ وہ مرزائی نظریات رکھتے تھے۔

کیا زندہ ہونا وجہ فضیلت ہے؟

آپ نے کہا ہے کہ:

" امریکہ اور انگلستان والے حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے آسمان پر زندہ ہونے کو وجہ فضیلت بتاتے ہیں تو ہم قائل ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے"

۱ــــ وجہ فضیلت تب تو ہو سکتی تھی کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام ہمیشہ ہمیشہ زندہ رہتے۔ جب کل نفس ذائقۃ الموت کے مطابق وہ بھی موت کا ذائقہ چکھیں گے تو پھر یہ بات وجہ فضیلت کیسے ہوگئی؟

۲ــــ اگر آپ کہیں کہ انہوں نے لمبی عمر پائی ہے اس لئے وجہ فضیلت ہے تو یہ بھی غلط ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام نے بھی لمبی عمر پائی تھی ــــ آپ کے مرزا قادیانی سے چوہدری ظفر اللہ کی عمر زیادہ ہے تو پھر آپ کے مرزا صاحب سے چوہدری ظفر اللہ کا مرتبہ بڑھ گیا۔

۳ــــ اگر آپ کہیں کہ باقی مخلوق زمین پر وہ آسمان پر ــــ اس لئے باعث فضیلت ہیں تو یہ بھی غلط ہے اس لئے کہ انسان اشرف المخلوقات

ہے وہ زمین پر بستے ہیں اور مردار خور گدھ اور دوسرے پرندے اوپر اڑتے پھرتے ہیں تو کیا وہ جانور افضل ہوگئے ؟

۴ ـــــ مرزا قادیانی کا عقیدہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام بھی زندہ ہیں ـــــ چونکہ وہ پہلے کے نبی ہیں اور بقول مرزا صاحب زندہ ہیں ـــــ اگر کوئی یہودی آپ سے یہی سوال کر دے تو آپ کیا جواب دیں گے ؟

۵ ـــــ فرشتوں کا مرتبہ انبیاء علیہم السلام سے کم تر ہے ـــــ ان کا مستقر بھی آسمان ہے ان کی عمریں بھی لمبی ہیں تو کیا آسمان پر رہنے، طویل عمریں پانے کی وجہ سے وہ انبیاء علیہم السلام سے افضل ہوگئے ؟

بہر حال یہ بات کوئی وجہ فضیلت نہیں اور جو اعلیٰ مرتبہ اور ارفع مقام تاجدار ختم نبوت حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے اس مرتبے اور مقام تک حبیب اللہ کا کوئی نبی نہیں پہنچ سکتا تو دوسرے کی تو مجال ہی کیا ہے۔

آخری بات

آخر میں آپ نے حضرت مولانا خان محمد صاحب کے نام ایک تحریر لکھ کر بھیجی ہے۔ اس کے بارے میں آپ کا کہنا ہے کہ یہ قادیانی حضرات کہتے ہیں بہر حال آپ کا اپنا خیال ہے یا آپ کے دوستوں کا ـــــ آپ بھی سن لیں اور آپ کے دوست بھی ـــــ یہ فیصلہ مرزا قادیانی کی زندگی میں ہو چکا ہے۔ مرزا قادیانی نے مشہور اہلحدیث عالم دین مولانا ثناء اللہ امرتسری کے نام ایک اشتہار شائع کرایا تھا جس کا عنوان تھا "مولوی ثناء اللہ کے ساتھ آخری فیصلہ" اس اشتہار میں مرزا صاحب نے مولانا ثناء اللہ صاحب کو مخاطب کرتے ہوئے لکھا تھا:

"اگر میں ایسا ہی کذاب اور مفتری ہوں جیسا کہ اکثر اوقات آپ اپنے ہر ایک پرچے میں مجھے یاد کرتے ہیں تو میں آپ کی زندگی ہی میں ہلاک ہو جاؤں گا .... مگر اے میرے کامل اور صادق خدا اگر مولوی ثناء اللہ ان تہمتوں میں جو مجھ پر الزام لگاتا ہے حق پر نہیں تو میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ میری زندگی میں ہی ان کو نابود کر۔ مگر نہ انسانی ہاتھوں سے بلکہ "طاعون وہیضہ" وغیرہ امراض مہلکہ سے"

(اشتہار ۵ اپریل ۱۹۰۷ء
مندرجہ تبلیغ رسالت)

مرزا دجّال کی ہیضے سے موت

یہ بد دعا تھی یا دعا، قبولیت کا رخ مرزا صاحب کی طرف پھر گیا اور مرزا صاحب ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو مرض ہیضہ سے ہلاک ہو گئے جس پر کسی شاعر نے خوب کہا ہے ؎

یوں کہا کرتا تھا مر جائیں گے اور
اور تو زندہ ہیں خود ہی مر گیا
اس کی بیماریوں کا، ہوگا کیا علاج
کا گرہ سے خود مسیحا مر گیا

اپنی دعا یا بد دعا کے مطابق مرزا صاحب مر گئے لیکن مولانا ثناء اللہ امرتسری مرحوم کئی سال زندہ رہے۔

فاروقی صاحب! اگر خط میں کوئی بات آپ کی طبیعت پر گراں گذرے تو میں اس پر آپ سے معذرت چاہوں گا ـــ میں نے جو کچھ لکھا نیک نیتی سے لکھا ہے ـــــ آپ سے میری دردمندانہ اور مخلصانہ درخواست ہے کہ آپ ضد اور تعصب کو بالائے طاق رکھ کر میری مذکورہ بالا گذارشات پر غور کریں آخر میں پھر دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دامن رحمت کے ساتھ سچے دل کے ساتھ وابستہ ہونے کی توفیق عطا فرمائے اور عشق رسالت مآب کے نور سے آپ کے سینے کو منور فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم۔

فقط

خادم ختم نبوت — ندیم رانا

دفتر مجلس تحفظ ختم نبوت جامع مسجد باب الرحمت پرانی نمائش کراچی ۳

پس جس طرح مرزا محمود کے نزدیک وہ شخص مرزائی جماعت سے خارج ہے جو کسی مسلمان لڑکے کو اپنی لڑکی بیاہ دے اسی طرح وہ مسلمان بھی دائرہ اسلام سے خارج ہے جو قادیانیوں کے عقائد سے واقف ہونے کے بعد کسی مرتد مرزائی کو اپنی لڑکی دینا جائز سمجھے اور جس طرح مرزا محمود کے نزدیک کسی مرزائی لڑکی کا نکاح کسی مسلمان لڑکے سے پڑھانا ایسا ہے جب کہ کسی ہندو یا عیسائی سے اسی طرح ہم کہتے ہیں کہ کسی مرزائی مرتد کو داماد بنانا ایسا ہے جیسے کسی ہندو، سکھ، چوہڑے کو داماد بنا لیا جائے۔

مولانا خلیل الرحمان قادری۔ راولپنڈی۔

مسئلہ نزول عیسٰے ابن مریمؑ

مرزا غلام احمد کی جھوٹی نبوت کا تدریجی ارتقاء

نزول عیسٰے بن مریم علیہ السلام کی بابت ہم کو ان احادیث صحیحہ سے معلوم ہوا ہے جو کہ تواتر کی حد تک پہنچی ہوئی ہیں اور جن کے راوی متفقہ طور پر ثقہ مانے گئے ہیں اور یہ احادیث متفق علیہ بھی ہیں۔ ان احادیث صحیحہ ہی کی بناء پر مرزا غلام احمد قادیانی نے بھی اپنے اسی عقیدے کا اظہار کیا ہے اور کہا ہے۔

"دیکھو میری بیماری کی نسبت بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشین گوئی کی تھی جو اس طرح وقوع میں آئی۔ آپ نے فرمایا تھا کہ مسیح آسمان پر سے جب اترے گا تو دو زرد چادریں اس نے پہنی ہوئی ہوں گی۔"

(رسالہ تشحیذ الاذہان قادیان ماہ جون ۱۹۰۶ء)

"سو حضرت مسیح تو انجیل کو ناقص ہی چھوڑ کر آسمانوں پر جا بیٹھے۔" (براہین احمدیہ حصہ چہارم پہلی فصل حاشیہ در حاشیہ ۳ ص ۳۲۸ ۳۶۱/۲۲۲)۔

"اور جب مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق اور اقطار میں پھیل جائے گا۔" (براہین احمدیہ حصہ چہارم پہلی فصل حاشیہ در حاشیہ ۳ ص ۴۲۹/۴۹۹/۳۱۳)۔

ان بیانات سے معلوم ہوا کہ نزول عیسٰی بن مریم علیہ السلام کے جس عقیدے پر اجماع امت تھا۔ مرزا صاحب بھی اسی عقیدے پر قائم تھے جس کی تصدیق ان کے مندرجہ ذیل بیان سے بھی پوری وضاحت کے ساتھ ہو جاتی ہے اور کسی شک و شبہ یا تاویل کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی۔ کہتے ہیں:

"براہین احمدیہ میں میں نے یہ لکھا تھا کہ مسیح ابن مریم آسمان سے نازل ہوگا مگر بعد میں یہ لکھا کہ آنے والا مسیح میں ہی ہوں۔ اس تناقض کا بھی یہی سبب تھا کہ اگرچہ خدا تعالٰے نے میرا نام عیسٰے رکھا اور یہ بھی فرمایا کہ تیرے آنے کی خبر خدا نے اور رسول نے دی تھی۔ مگر چونکہ ایک گروہ مسلمانوں کا اس عقیدہ پر جما ہوا تھا اور میرا بھی یہی اعتقاد تھا کہ حضرت عیسٰے آسمان پر سے نازل ہوں گے اس لئے میں نے خدا کی وحی کو ظاہر پر حمل کرنا نہ چاہا بلکہ اس وحی کی تاویل کی اور اپنا اعتقاد وہی رکھا جو عام مسلمانوں کا تھا اور اسی کو براہین احمدیہ میں شائع کیا۔ لیکن اس کے بعد اس کے بارے میں بارش کی طرح وحی نازل ہوئی۔ کہ وہ مسیح موعود جو آنے والا تھا تو ہی ہے اور ساتھ اس کے صدہا نشان ظہور میں آئے اور زمین اور آسمان دونوں میری تصدیق کے لئے کھڑے ہو گئے اور خدا کے چمکتے ہوئے نشان میرے پر جبر کر کے مجھے اس طرف لے آئے کہ آخری زمانہ میں مسیح آنے والا میں ہی ہوں۔ ورنہ میرا اعتقاد تو وہی تھا جو براہین احمدیہ میں لکھ دیا تھا۔ اور میں نے اس پر کفایت نہ کر کے اس وحی کو قرآن شریف پر عرض کیا تو آیات قطعیۃ الدلالت سے ثابت ہوا کہ در حقیقت مسیح ابن مریم فوت ہو گیا ہے اور آخری خلیفہ مسیح موعود کے نام پر اسی امت میں سے آئے گا اور جیسا کہ جب دن چڑھ جاتا ہے تو کوئی تاریکی باقی نہیں رہتی۔ اسی طرح صدہا نشانوں اور آسمانوں شہادتوں اور قرآن شریف کی قطعیۃ الدلالت آیات اور نصوص صریحہ حدیث نے مجھے اس بات کے لئے مجبور کر دیا کہ میں اپنے تئیں مسیح موعود مان لوں۔"

(حقیقۃ الوحی ص ۱۴۸-۱۴۹ انجمن احمدیہ اشاعت اسلام لاہور ۱۹۵۲ء مطابق ۱۳۷۱ھ)

مندرجہ بالا بیان اس بات کی غمازی بھی کرتا ہے کہ مرزا صاحب کو اپنی مزعومہ وحی الٰہی

کو یقینی ماننے میں بھی تردد ہوتا تھا۔ اور وہ اس کو حق الیقین کے درجے پر وصول نہیں کرتے تھے جو کہ ایک مامور من اللہ کی شان سے بعید ہے۔

مرزا صاحب اپنے اس بیان کی تصدیق میں کہ "خدا تعالیٰ نے براہین احمدیہ میں میرا نام عیسیٰ رکھا" مندرجہ ذیل مزعومہ الہام کو پیش کرتے ہیں:

یا عیسیٰ انی متوفیک ورافعک الی وجاعل الذین اتبعوک فوق کفروا الی یوم القیامۃ ثلۃ من الاولین وثلۃ من الاخرین۔

اے عیسیٰ میں تجھے کامل اجر بخشوں گا یا وفات دوں گا اور اپنی طرف اٹھاؤں گا یعنی رفع درجات کروں گا۔ یا دنیا سے اپنی طرف اٹھاؤں گا اور تیرے تابعین کو ان پر جو منکرین ہیں قیامت تک غلبہ بخشوں گا۔ یعنی تیرے ہم عقیدہ اور ہم مشربوں کو حجت اور برہان اور برکات کی رو سے دوسرے لوگوں پر قیامت تک فائق رکھوں گا۔ پہلوں میں سے بھی ایک گروہ ہے اور پچھلوں میں سے بھی ایک گروہ ہے۔ اس جگہ عیسیٰ کے نام سے بھی یہی عاجز مراد ہے۔"

(براہین احمدیہ حصہ چہارم باب اول حاشیہ در حاشیہ ۴ ص ۴۹۹ / ۵۵۷ / ۳۵۳)

مرزا صاحب کا یہ مزعومہ الہام سورۂ آل عمران کی آیت ۵۵ کی تحریف شدہ شکل ہے جس کو مرزا صاحب نے بزعم خود اپنے اوپر چسپاں کر لیا ہے اور یوں مرزا صاحب تحریف منصبی کے مرتکب ہوئے ہیں۔ آیت مبارکہ درج ذیل کی جاتی ہے:

اذ قال اللہ یعیسیٰ انی متوفیک ورافعک الی ومطہرک من الذین کفروا وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامۃ ثم الی مرجعکم فاحکم بینکم فیما کنتم فیہ تختلفون۔

جس وقت کہا اللہ نے اے عیسیٰ میں لوں گا تجھ کو اور اٹھاؤں گا اپنی طرف اور پاک کر دوں گا تجھ کو کافروں سے اور رکھوں گا ان کو جو تیرے تابع ہیں غالب ان لوگوں پر جو انکار کرتے ہیں قیامت کے دن تک پھر میری طرف ہے تم سب کو پھر آنا پھر فیصلہ کر دوں گا تم میں جس بات میں تم جھگڑتے تھے۔"

نہ معلوم مرزا صاحب نے لفظ مطہرک (تجھ کو پاک کر دوں گا) کیوں حذف کر دیا ہے اس کی وجہ تو وہ خود ہی جانتے ہوں گے۔

مزید یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ وفات عیسیٰ بن مریم کی خبر اللہ تعالیٰ نے مرزا صاحب کو نہیں بتائی بلکہ انہوں نے خود اپنے اجتہاد سے کام لے کر قرآنی آیات اور احادیث سے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں اور اجتہاد میں غلطی کا بھی امکان ہے۔

پھر مرزا صاحب خود مانتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے آسمان پر نازل ہونے کی خبر احادیث میں مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمائی ہوئی ہے لہٰذا اس خبر کے خلاف کسی اور خبر کی تبلیغ کرنا یقیناً آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کو غلط ثابت کرنا ہے (نعوذ باللہ من ذلک) اور بفرمان حق تعالیٰ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحٰى۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان خدا تعالیٰ ہی کا فرمان ہے اور اس طرح حق تعالیٰ کے فرمان کو بھی غلط ثابت کرنا ہے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر بالفرض محال عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے آسمان سے نازل ہونے کی پیشگوئی کی صحت میں نعوذ باللہ کچھ احتمال تھا تو پھر اللہ عزوجل اس کی تصحیح اسی وقت آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے سے ہی فرما دیتا۔ کیونکہ سنت الٰہیہ یہی جاری تھی کہ اللہ عزوجل انبیاء علیہم السلام والتسلیم کی کسی بھی بات کو نظر انداز نہیں کرتا تھا بلکہ اسی وقت اسی نبی کے ذریعے سے اس کی تصحیح فرما دیتا تھا۔ اس وجہ سے کہ نبی کے فرمان پر اس کی امت کے عقیدہ کا دارومدار ہوتا ہے۔ لہٰذا، اللہ عزوجل کسی نبی کو بھی کسی غلط عقیدے پر ثابت اور قائم نہیں رہنے دیتا جیسا کہ نبی کا بھی فرض تھا کہ وہ اپنی امت کو کسی غلط عقیدے پر ثابت اور قائم نہیں رہنے دیتا تھا چہ جائے کہ پوری امت محمدیہ کو تیرہ سو سال تک اس غلط عقیدے پر قائم رکھا گیا جو کہ اللہ عزوجل کی شان کریمی کے خلاف ہے کیونکہ یہ واقعہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پانچ سو سال سے زیادہ قبل کا ہے اور جس کی اطلاع آپ کو بذریعہ وحی دی گئی تھی۔

مرزا صاحب کا گیارہ سال تک اس اجماعی عقیدے پر قائم رہنے کے بعد (جس کا اقرار انہوں نے خود بھی اپنے بیان میں مندرجہ بالا میں کیا ہے) محض بزعم اپنے اجتہاد کے حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے وفات پا جانے کا دعویٰ کرنا اور ان کی مزعومہ سری نگر (کشمیر) میں ہونے کے انکشاف کا دعویٰ کرنا محض اس لحاظ سے باطل ہو جاتا ہے کہ وہ احادیث صحیحہ اور اجماع امت کے خلاف ہے۔ اگر اس عقیدے کی صحت میں کوئی کمی ہوتی تو اول تو قرون اولیٰ ہی اس کی تصحیح ہو جاتی دوئم یہ کہ امت کا اجماع کبھی نہیں ہوتا۔

غور کرنے کا مقام ہے کہ اس دلیل کی رو سے مرزا صاحب کا تیرہ سو سال کے بعد اپنے لئے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ جو ان کے اپنے مزعومہ الہام کا مرہون منت ہے اور جو کہ احادیث صحیحہ کے برخلاف اور اجماع امت کے عقیدے سے متصادم ہے قطعاً باطل اور بے بنیاد ثابت ہوتا ہے کیونکہ امت محمدیہ کبھی بھی ایک غلط عقیدے پر اجماعی صورت میں قائم نہیں رہ سکتی تھی۔ اور صلحائے امت اور مقتدر اولیائے عظام

اس سلسلہ میں کچھ نہ کچھ ارشاد فرماتے اور سب سے بڑھ کر آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد جاننے کے لئے مشعلِ راہ تھا۔

پس ثابت ہو گیا کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے مقام نبوت تک پہنچنے کے لئے تدریجی ارتقاء سے کام لیا ان کو بخوبی معلوم تھا کہ امت محمدیہ اوّل اوّل ان کی نبوت کو تسلیم نہیں کرے گی اور اسی لئے انہوں نے پہلے مجدد ہونے کا دعویٰ کیا اور جب کچھ لوگ اس کے عادی ہو گئے تو گیارہ سال کے بعد حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کی وفات اور مدفن کا پروپیگنڈہ کر کے اس تدریجی عوامل کو مدنظر رکھ کر مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کر دیا۔ کیونکہ جب تک وہ حضرت عیسےٰ ابن مریم کے وفات پا جانے کا لوگوں کو یقین نہیں دلاتے ان کے لئے جگہ خالی نہیں ہو سکتی تھی اور جب انہوں نے دیکھا کہ کچھ لوگ مسیح موعود کے مرحلے پر ان کو ماننے لگے ہیں تو دس سال کے بعد یعنی ۱۹۰۱ء میں نبوت کے دعوے کا اعلان کر دیا اور یہ تمام مراحل ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت عمل میں لائے گئے۔

پھر ایک اور بات بھی قابلِ غور ہے کہ گذشتہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والتسلیم میں سے کسی نے بھی یہ تدریجی ارتقاء کے مراحل اختیار نہیں کئے بلکہ ایک دم اعلانِ نبوت ہی کیا اور دعوے کے بعد کبھی بھی منصبِ نبوت سے سرمو ہٹ کر کوئی دعوت نہیں دی ہمیشہ اوّل اور آخر ہر حال میں نبی کے منصب پر فائز ہونے کا اعلان کرتے رہے خواہ ان کی کتنی ہی مخالفت کیوں نہ کی گئی ہو اور یہی بات ایک سچے مامور من اللہ کے شایانِ شان ہے نہ کہ مرزا صاحب کی طرح جب کہ انہوں نے کہا "بھلا اگر مجھے قبول نہیں کرتے تو یوں سمجھ لو کہ مہدی موعود خَلق اور خُلق میں ہمرنگ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہوگا۔" مطلب یہ ہے کہ اگر مجھے نبی یا موعود ماننے سے تمہیں انکار ہے تو مہدی ہی مان لو۔

(ایک غلطی کا ازالہ صلا) اس سے یہ بات واضح طور پر ثابت ہو جاتی ہے کہ مرزا صاحب درحقیقت مامور من اللہ نہیں تھے اور ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت اپنا مشن چلا رہے تھے اگر مامور من اللہ ہوتے تو شروع ہی سے نبوت کا دعویٰ کر دیتے اور آخر تک اسی ایک دعوے پر قائم رہتے۔

بقیہ :- اداریہ

معطل کیا جائے اسی میں ہمارا قومی مفاد مضمر ہے۔ حکومت سے درخواست ہے خدارا اب بھی وقت ہے سوچئے غور کیجئے اور قادیانیوں کو کلیدی عہدوں سے ہٹا کر قومی مطالبہ کو پورا کیا جائے

بقیہ : خبریں

مولانا شمس الدین امیر تنظیم العلماء وانہ
مولانا لال محمد
مولانا عبدالصمد۔ جنرل سیکریٹری تنظیم العلماء وانہ
مولانا سخی مرجان
مولانا زر ولی خان
مولانا عبدالعزیز
مولانا غلام حبیب
مولانا عبدالرزاق
مولانا میر سلطان
مولانا عبدالسلام آف شکئی
صاحبزادہ مولانا تاج محمد
مولانا عبدالمالک
مولانا شاکر اللہ

بقیہ : کفر دوستی

"جہاں تک میرے فن پیشگوئی ... نظر دوڑاتا ہے جو حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد) کے متعلق ہیں ... جہاں تک اللہ کے اس فعل جو مسیح موعود کی بعثت سے وابستہ چلا گیا ہے میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ ہندوستان میں ہمیں دوسری اقوام کے ساتھ مل جل کر رہنا چاہیے اور ہندوؤں اور عیسائیوں کے ساتھ شراکت رکھنی چاہیے۔

حقیقت یہی ہے کہ ہندوستان جیسی مضبوط جیس (BASE) جس قوم کو مل جائے اس کی کامیابی میں کوئی شک نہیں رہتا۔ اللہ تعالیٰ کی اس مشیت سے کہ اس نے احمدیت کے لیے اتنی وسیع بیس مہیا کی ہے کہ وہ سارے ہندوستان کو ایک اسٹیج پر جمع کرنا چاہتا ہے اور سب کے گلے میں احمدیت کا جوا ڈالنا چاہتا ہے۔"

(الفضل ۵ اپریل ۱۹۴۷ء)

اس سے زیادہ تکلیف دہ بیان یہ بھی ہے کہ:

"میں قبل ازیں بتا چکا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی مشیت ہندوستان کو اکٹھا رکھنا چاہتی ہے۔ لیکن قوموں کی منافرت کی وجہ سے عارضی طور پر الگ بھی کرنا پڑے ... یہ اور بات ہے کہ ہم ہندوستان کی تقسیم پر رضامند ہوئے تو خوشی سے نہیں بلکہ مجبوری سے اور پھر یہ کوشش کریں گے کہ کسی نہ کسی طرح جلد متحد ہو جائیں۔"

(بیان مرزا محمود الفضل ۱۷ مئی ۱۹۴۷ء)

(جاری ہے)

محمد اقبال رنگونی انگلینڈ

یہ کلمہ دوستی ہے یا کلمہ دشمنی

پاکستان کو گزند پہنچنے کا خطرہ کس سے ہے؟

تاریخ کو مسخ کرنے کی ایک اور کوشش

جناب رائے صاحب فرماتے ہیں کہ:

"۱۹۴۷ء میں جماعت اسلامی کے مقابلہ میں جماعت احمدیہ نے پاکستان کی حمایت کی تھی۔"

اس وقت اس سے بحث نہیں کہ جماعت احرار اور کون دوسری جماعتیں۔ انہوں نے کن کن بنیادوں پر مخالفت کی تھی اس کی کون سی وجوہات تھیں اور قیام پاکستان کے بعد ان حضرات کا کیا رد عمل رہا۔ یہ ایک الگ بحث ہے۔ لیکن رائے صاحب کے اس خیال سے کہ جماعت احمدیہ نے پاکستان کی حمایت کی تھی ہمیں شدید اختلاف ہے قبل اس کے کہ ہم قادیانی حضرات کے خیالات سامنے لائیں ذرا ایک نظر قادیانی مضمون نگار دوست محمد شاہد کے بیان کو بھی سامنے رکھ لیں۔ موصوف الفضل کے ۱۳ اگست ۸۳ء کے شمارے میں تاریخ پاکستان کے ایک سنہری باب کے عنوان کے تحت رقم طراز ہیں کہ:

"سیدنا حضرت مصلح موعود کی دوربین نگاہ بجانب ہی تھی کہ نوزائیدہ مملکت چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام (مرزا غلام احمد) کے الہامات و کشوفات کے مطابق اور جماعت احمدیہ کی بے لوث قربانیوں سے معرض وجود میں آتی ہے اس لیے مشکلات کے طوفان کے باوجود جلد یا بدیر احمدیت کی برکت سے اسے اسلامستان کی بنیاد بننا ہے۔"

غور فرمایئے دوست محمد شاہد قادیانی اور جناب حنیف رائے صاحب کے بیانات میں کس قدر مطابقت ہے اور یہ حضرات کس کس طرح تاریخ کو مسخ کرنے کی کوششوں میں مصروف نظر آتے ہیں۔ حالانکہ تاریخ اس بات کی شاہد ہے کہ تحریک آزادی ہو یا تحریک پاکستان قادیانیوں کا اس سے کوئی تعلق نہیں۔ نہ انہوں نے کبھی اس کی تائید کی تھی۔ نہ بے لوث قربانیاں دیتے نظر آئے۔ البتہ اس کے برعکس یوں ہوا کہ جب ایک طرف برصغیر کے مسلمان پاکستان کی تحریک چلا رہے تھے اور اپنا خون ایک اسلامی سلطنت کے حصول کے لیے بہا رہے تھے۔ مرد و عورتیں بچے بوڑھے اپنے خون کا نذرانہ پیش کر رہے تھے۔ تو دوسری طرف مرزا محمود مسلمانوں کی پیٹھ میں خنجر گھونپ رہا تھا۔ اور کوشش کر رہا تھا کہ مسلمان کسی طرح بھی اس میں کامیاب نہ ہو سکیں۔ اس میں کسی اور کی شہادت کی ضرورت نہیں۔ دوست محمد شاہد اور رائے کے جھوٹ اور فریب کا پردہ خود خلیفہ قادیان نے چاک کیا۔ ان کا بیان پڑھ لیجئے!

"ہمیں کوشش کرنی چاہیے کہ ہندو مسلم سوال ختم ہو جائے اور تمام قومیں ایک دوسرے کے ساتھ مل کر رہیں تاکہ ٹکڑے ٹکڑے ہونے سے بچ جائیں اگرچہ یہ کام مشکل ہے لیکن اس کا پھل میٹھا ہوگا۔ یہ خدا کا منشا ہے کہ سب قومیں اکٹھی رہیں۔ تاکہ احمدیت کو پھیلنے کا وسیع تر خطۂ ارض میسر رہے یہ آسمانی بشارت ہے کہ عارضی تقسیم کا امکان ہے۔ لیکن جماعت احمدیہ کا امکان ہے کہ پاکستان کا وجود چند روزہ ہوگا۔ دونوں قومیں کچھ عرصہ کے لیے علیحدہ رہیں گی لیکن یہ دور عارضی ہوگا۔ بہرحال ہم چاہتے ہیں کہ اکھنڈ ہندوستان بنے۔"

(الفضل ۵۔ اپریل ۱۹۴۷ء)

اس کے تھوڑے عرصہ کے بعد خلیفہ قادیان کا دوسرا بیان ۲۷ مئی ۴۷ء کی اشاعت میں شائع ہوا وہ یہ کہ:

"اگر پاکستان بن گیا تو ہم پھر کوشش کریں گے کہ کسی نہ کسی طرح متحد ہو جائیں۔"

مرزا محمود کا ایک رؤیا بھی سن لیجیے جو انہوں نے چودھری ظفر اللہ خان قادیانی کے بھتیجے کے نکاح کے موقع پر بیان کیا تھا۔ اس رؤیا کی تعبیر اور اس سلسلہ میں مرزا غلام احمد کی پیش گوئیوں کا ذکر کرتے ہوئے چودھری ظفر اللہ خان کی موجودگی میں یہ کہا کہ:

باقی صفحہ ۱۵ پر

ضبط و ترتیب
منظور احمد الحسینی

آپ کے مسائل کا جواب

مولانا محمد یوسف لدھیانوی مدظلہ

آجکل بڑے بچے جب کوئی وفات پا جاتا ہے تو اس کی یاد میں ٹورنمنٹ کھیل منعقد کرتے ہیں تاکہ اس کی یاد تازہ ہو اب کھیل میں تالیاں بھی بجتی ہیں اور ریکارڈنگ بھی ہوتی اس کا نام بار بار لاؤڈ اسپیکر پر نشر کیا جاتا ہے اور دعوت ناموں میں کارڈ پر

اس کا نام درج ہوتا ہے کہ فلاں صاحب کے میموریل ٹورنمنٹ میں آپ شرکت کریں اب نہ جانے جو وفات پا گیا ہے اس پر کیا گذرتی ہوگی

جواب۔ ہمارے یہاں آئمہ فقہاء کی تقلید کو تو عار سمجھا جاتا ہے لیکن بے خدا قوموں کی اندھی تقلید پر فخر کیا جاتا ہے "میموریل ٹورنمنٹ" جو مردوں کی یاد میں کیے جاتے ہیں یہ بھی تقلید اغیار کا شاخسانہ ہے جس کے ذریعے ایصال ثواب کے بجائے مردے کو ایصال عذاب کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں عقل و فہم نصیب عطا فرمائے۔

⁂

سوال۔ زید ایک ٹیلر ماسٹر ہے اور اوقات کار کے دوران احکامات الہٰی کی پابندی اور نماز کے فرائض باقاعدگی سے کرتا ہے کیا یہ پیشہ حلال روزی پر مبنی ہے؟ کیونکہ زید مردوں کے ریشمی کپڑے سیتا ہے جبکہ مرد کو ریشم پہننا منع ہے اب اگر مردوں کے کپڑے د جوکہ ریشم کے تار کے ہوتے ہیں نہ سیے گا تو گویا اپنی روزی کو لات مارے گا اگر وہ سیتا ہے تو گناہ کے کام میں معاونت کا حصہ دار کہلاتا ہے۔

جواب۔ خالص ریشم مردوں کے لئے حرام ہے لیکن مصنوعی ریشم حرام نہیں آجکل عام رواج اسی کا ہے خالص ریشم تو کوئی امیر کبیر ہی پہنتا ہوگا۔ خالص ریشم کا کپڑا مردوں کے پہننے کے لئے سینا مکروہ تو ضرور ہے مگر درزی کی کمائی حرام نہیں۔

سوال۔ (۱) کافر اور مرتد میں کیا فرق ہے؟

(۲) جو لوگ کسی جھوٹے مدعی نبوت کو مانتے ہوں وہ کافر کہلائیں گے یا مرتد؟

(۳) اسلام میں مرتد کی کیا سزا ہے؟ اور کافر کی کیا سزا

جواب۔ جو لوگ اسلام کو مانتے ہی نہیں تو وہ کافر اصلی کہلاتے ہیں جو لوگ دین اسلام کو قبول کرنے کے بعد اس سے برگشتہ ہو جائیں وہ "مرتد" کہلاتے ہیں اور جو لوگ دعویٰ اسلام کا کریں لیکن عقائد کفریہ رکھتے ہوں اور قرآن و حدیث کے نصوص میں تحریف کرکے انہیں اپنے عقائد کفریہ پر فٹ کرنے کی کوشش کریں انہیں "زندیق" کہا جاتا ہے اور جیسا کہ آگے معلوم ہوگا ان کا حکم بھی "مرتدین" کا ہے بلکہ ان سے بھی سخت

(۲) ختم نبوت اسلام کا قطعی اور اٹل عقیدہ ہے اس لئے جو لوگ دعویٰ اسلام کے باوجود کسی جھوٹے مدعی نبوت کو مانتے ہیں اور قرآن و سنت کے نصوص کو اس جھوٹے مدعی پر چسپاں کرتے ہیں وہ مرتد اور زندیق ہیں

(۳) مرتد کا حکم یہ ہے کہ اس کو تین دن کی مہلت دی جائے اور اس کے شبہات دور کرنے کی کوشش کی جائے اگر ان تین دنوں میں وہ اپنے ارتداد سے توبہ کرکے پکا سچا مسلمان بن کر رہنے کا عہد کرے تو اس کی توبہ قبول کی جائے اور اسے رہا کر دیا جائے لیکن اگر وہ توبہ نہ کرے تو اسلام سے بغاوت کے جرم میں اسے قتل کر دیا جائے۔

جمہور آئمہ کے نزدیک مرتد خواہ مرد ہو یا عورت دونوں کا ایک ہی حکم ہے البتہ امام اعظم ابوحنیفہؒ کے نزدیک مرتد عورت اگر توبہ نہ کرے تو اسے سزائے موت کے بجائے حبس دوام کی سزا دی جائے زندیق بھی مرتد کی طرح واجب القتل ہے لیکن اگر وہ توبہ کرے تو اس کی جان بخشی کی جائے گی یہاں پر امام شافعی فرماتے ہیں کہ اگر وہ توبہ کر لے تو قتل نہیں کیا جائے گا۔ امام مالک فرماتے ہیں کہ اس کی توبہ کا کوئی اعتبار نہیں وہ بہر حال

واجب القتل ہے امام احمد سے دونوں روایتیں منقول ہیں ایک یہ کہ اگر وہ توبہ کر لے تو قتل نہیں کیا جائیگا۔ دوسری روایت یہ ہے کہ زندیق کی سزا ہر صورت قتل ہے خواہ توبہ کا

اظہار بھی کرے ۔ حنفیہ کا مختار مذہب یہ ہے کہ اگر وہ گرفتاری سے پہلے از خود توبہ کرلے تو اس کی توبہ قبول کیجائیگی اور سزائے قتل معاف ہو جائے گی ۔ لیکن گرفتاری کے بعد اسکی توبہ کا اعتبار نہیں ۔ اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ زندیق مرتد سے بدتر ہے مرتد کی توبہ بالاتفاق قبول ہے لیکن زندیق کی توبہ کے قبول ہونے پر اختلاف ہے ۔

س ۔ میں نے تین مختلف مواقع پر قسمیں اٹھائیں تھیں کہ یہ کام نہیں کرونگا ۔ تیسری قسم تو ایک غلط کام سے توبہ کرنے کی اٹھائی تھی کہ نہیں کرونگا لیکن پھر سرزد ہوگیا ۔ یہ مستقل مزاجی کی کمی کے باعث ہے حال اب بتایئے کہ

(۱) ۔ میں ان قسموں کا کفارہ کتنا ادا کروں

(۲) ۔ اگر قسم توڑنے کا کفارہ ساٹھ آدمیوں کو ایک وقت کا کھانا کھلانا ہے تو کیا میں کھانا کھلانے کے بجائے روپے دے دوں ۔

(۳) اگر روپے دوں تو تین قسموں کے کتنے بنیں گے ۔ اور یہ کہ کسی ایک نادار کو دے دوں یا مختلف ناداروں کو دینا ضروری ہے ۔

ج ۔ آپ نے تین بار قسم اٹھا کر توڑ دی اس لئے تین قسموں کا کفارہ آپ کے ذمہ ہے ۔ ہر قسم کا کفارہ دس آدمیوں کو جو محتاج ہوں دو وقت کا کھانا کھلانا ہے ۔ پس آپ کے ذمہ تیس محتاجوں کا کھانا ہوا ۔ اگر آپ چاہیں تو ہر فقیر کو صدقہ فطر کی مقدار غلہ یا اس کی قیمت بھی دے سکتے ہیں اور اگر آپ کو کوئی مستحق نہ ملے تو کسی دینی مدرسے میں اتنی رقم جمع کرا دیجئے ۔

س ۔ کیا عورتوں کا قبرستان جانا منع ہے ؟

(۲) اگر جا سکتی ہیں تو کیا کسی خاص وقت کا تعین ہونا چاہئے ؟

(۳) قبرستان جاکر عورتوں یا مردوں کے لئے قرآن پڑھنا یا نوافل پڑھنا منع ہیں اگر نماز کا وقت ہو جائے اور وقت تھوڑا ہو جیسے مغرب کا وقت کم ہوتا ہے تو کیا نماز قضا کر دینا چاہئے یا وہیں پڑھ لینا چاہئے ؟

ج ۔ (۱) عورتوں کے قبرستان جانے پر اختلاف ہے ۔ صحیح یہ ہے کہ عورتوں کو تو ہرگز نہیں جانا چاہیئے بڑی بوڑھی اگر جائے اور وہاں کوئی خلاف شرع کام نہ کرے تو گنجائش ہے ۔

(۲) خاص وقت کا کوئی تعین نہیں پردہ کا اہتمام ہونا اور نامحرموں سے اختلاط نہ ہونا ضروری ہے ۔

(۳) قبرستان میں تلاوت صحیح قول کے مطابق جائز نہیں ہے ۔ قبرستان میں نماز پڑھنے کی حدیث میں ممانعت آئی ہے اگر کبھی ایسی ضرورت پیش آجائے تو قبرستان کے ایک طرف ہو کر کہ قبریں نمازی کے سامنے نہ ہوں نماز پڑھ لی جائے

بقیہ : دورۂ افریقہ

کو حیض آتا تھا تو ہم قادیانیت سے تائب ہو کر مسلمان ہو جائیں گے ہم نے کہا بہت اچھا ۔ اچھی بات ہے ہم چاہتے ہیں اگر آپ مرزا قادیانی کی تمام کتابیں لے آئیں تو ابھی مکمل تصفیہ ہو جائے گا ۔ پھر میں نے حقیقۃ الوحی صفحہ ۷۲ ، ۳۹۱ ، ۶۸ اور دیگر صفحات نکال کر عبارت پڑھ کر ان سے پوچھا کہ مرزا ان صفحات میں لکھ رہے ہیں کہ میں آدم ہوں ، نوح ہوں وغیرہ اور لکھا کہ اللہ کا رسول ہوں نبی ہوں مجھ پر وحی اُترتی ہے ۔ جبریل نازل ہوتے ہیں کیا آپ ان باتوں کو تسلیم کرتے ہیں کیا آپ حضرات کا بھی عقیدہ ہے انہوں نے کہا کہ ہاں ہم مرزا کو پیغمبر اور رسول مانتے ہیں اور اُن پر جبریل بھی اترتا تھا (نعوذ باللہ) (یہ اقرار انہوں نے انتہائی دیدہ دلیری سے کیا کہ ہم بھی حیران ہو گئے کیونکہ پاکستان میں آجکل اسطرح قادیانی اقرار نہیں کر سکتے) ۔

پھر ہم نے حیض والا حوالہ جو نسخہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۴۳ پر ہے وہ دکھایا تو دونوں قادیانی بُری طرح گھبرائے اور حواس باختگی کے عالم میں تاویلیں کرنے لگے ہم نے جلالین کے معنی پوچھے تو وہ اُن کو نہ آئے عربی میں جب گفتگو شروع کی تو جواب ندارد ۔ ہم نے کہا اگر آپ بات نہیں کر سکتے تو کسی بڑے گرو گھنٹال کو لے آئیں ہم اس سے بھی بات کرنے کو تیار ہیں ۔ ہم نے زور دے کر کہا آپ حضرات اپنے وعدے کے مطابق قادیانیت کو چھوڑ دیں لیکن انہوں نے مرزا جی کی پیروی کرتے ہوئے وعدہ خلافی کی اس کے علاوہ ہم نے ان پر کئی سوالات کئے لیکن وہ بالکل جواب نہ دے سکے منجملہ ایک سوال یہ تھا کہ جب حضرت عیسٰی تشریف لائیں گے تو ہر طرف چین و سکون ، امن و امان کا دور دورہ ہوگا لیکن آپ کا مرزا جب سے آئی ہے پوری دنیا مصیبت میں پھنسی ہوئی ہے ۔ دو بڑی جنگیں ہو چکی ہیں اور تیسری کی تلوار انسانیت کے سر پر لٹک رہی ہے کیا یہی مرزا کی تیز قدمی کے نشانات ہیں ۔ جب دونوں قادیانیوں سے کسی قسم کا جواب نہ بن پڑا تو عمر رسیدہ قادیانی نے دل پر ہاتھ رکھ کر کہا کہ میری سینے میں درد ہے میں جانا چاہتا ہوں یہ کہتے ہی دونوں اٹھے اور چلے گئے ۔ اس طرح قادیانی بری طرح ناکام ہوئے اور ویسے بھی ہر جگہ ناکامی اُن کی قسمت میں لکھی ہوئی ہے ۔ باقی ہم نے مرزا طاہر کو شکست دی ہے ۔ آپ کیا مناظرہ کریں گے ۔ (جاری ہے)

رپورٹ منظور احمد الحسینی

مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے وفد کا

دورہ افریقہ

قرآن ہاؤس میں یہ تمام تر تقریر اُردو میں تھی جس کا ساتھ ساتھ مقامی زبان کیبلول میں بھی ترجمہ ہوتا رہا۔ اس اجتماع میں قادیانیوں کو چیلنج دیا گیا کہ اگر ان کو اپنے جدید مذہب "قادیانیت" کی صداقت پر یقین ہے تو ہمارے ساتھ بات کریں مگر انہیں دوران جلسہ یا بعد میں اعتراض یا سوال کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔

۱۴ جنوری ۱۹۸۵ء بروز سوموار تین بجے مولانا اخلاص احمد صاحب اور مولانا اسماعیل بڑا کے ہمراہ رابطہ عالم اسلامی ماریشش کے دفتر پہنچے۔ جہاں ماریشش رابطہ کے انچارج جناب اسماعیل ڈوکری سے ایک گھنٹہ بہت تفصیلی ملاقات کی گئی۔ عصر کی نماز مسجد روزہل میں ادا کی گئی۔ نماز سے فراغت کے بعد پورٹ لوئی روانہ ہو گئے بعد نماز عشاء محترم عبدالرحمٰن یعقوب بابا کا بیان ٹریولی شہر کی مسجد میں ہوا اس شہر میں قادیانیوں کا سنٹر ہے اور مسلمانوں کی مسجد کے قرب و جوار میں تقریباً اسّی قادیانی رہتے ہیں۔ جبکہ راقم الحروف کا بیان جامع مسجد شانِ اسلام پورٹ لوئیس میں ہوا۔ یہ بیان عربی میں ہوا۔ مقامی زبان میں ترجمانی کے فرائض جناب داؤجی کر رہے تھے۔ یہاں کے خطیب و امام مولانا عبدالرحیم ہیں جو جامعہ حسینیہ راندیر سے فارغ التحصیل ہیں آپ تعلق رنگیشور ضلع بھڑوچ صوبہ گجرات (انڈیا) کے رہنے والے ہیں۔ آپ یہاں جمعیۃ علماء ماریشش کے دفتر کے انچارج بھی ہیں آپ نے ہمارے ساتھ خوب تعاون کیا روزانہ صبح سے رات گئے ہمارے ساتھ رہتے رہے اور مفید مشوروں سے نوازتے رہے۔

۱۵ جنوری بروز منگل ہماری قیام گاہ پر مختلف علماء اور احباب کی آمد رہی اور ان سے ملاقات کا سلسلہ جاری رہا۔ مولانا قاری محمد یونس اور مولانا محمد علی صاحب سہ پہر تک ہمارے ساتھ رہے۔ مولانا قاری محمد یونس صاحب جمعیۃ علماء ماریشش کے صدر، انتہائی خصائل پر عزم اور گرم جوش عالم دین ہیں۔ کیونکہ آپ کا قیام ماریشش میں کافی عرصے سے ہے اس لئے آپ یہاں کے حالات سے بخوبی آگاہ ہیں۔ مسلمانوں کے تمام مسائل میں خوب دلچسپی لیتے ہیں اور حل کرنے میں بھرپور مدد دیتے ہیں۔

آج قادیانیوں نے مقامی سب سے بڑے روزنامے میں ختم نبوت کے وفد کے خلاف ایک بڑا اشتہار دیا۔ اس میں وفد کی مخالفت میں بے سروپا باتیں لکھی گئیں۔ خصوصیت کے ساتھ حکومت کو یہ باور کرانے کی کوشش کی گئی کہ "وفد ختم نبوت" ماریشش قوم کو باہمی لڑانے اور فساد کرانے کے لئے آیا ہے۔ عشاء کے بعد سنی روزہل مسجد میں ایک میٹنگ منعقد کی گئی جس میں قادیانیوں کے اس اخباری بیان پر غور کیا گیا۔ اور مسلمانوں کے تاثرات معلوم کئے گئے مسلمان اس پر سخت مشتعل تھے اور انہوں نے کہا کہ ہم قادیانیوں کی اس بیہودگی کا سختی سے نوٹس لیں گے۔

۱۶ جنوری بروز بدھ مختلف دوستوں سے ملاقاتیں کی گئیں۔ عصر کے بعد مولانا اسمٰعیل بڑا اور مولانا اخلاص احمد صاحب تشریف لائے اور اُن سے مشورہ کیا گیا۔ ارکان وفد ختم نبوت نے یقین دلایا کہ آپ حضرات قادیانیت کے خلاف کا بھرپور طور پر کام کریں۔ ہم پاکستان سے ردّ قادیانیت پر تمام مواد فراہم کریں گے۔

۱۷ جنوری بروز جمعرات احقر نے صبح کی نماز کے بعد جامع مسجد ڈمی فورس میں آخری درس قرآن دیا آج شام ری یونین ہماری روانگی ہے کافی تعداد میں احباب ملاقات کے لئے آرہے ہیں دس بجے فنکس سے دو مقامی قادیانی ہمارے جائے قیام پر آ دھمکے ایک ادھیڑ عمر اور دوسرے عمر رسیدہ تھے۔ عمر رسیدہ قادیانی کے ہاتھ میں ایک تھیلا تھا۔ جس میں تذکرۃ الاولیاء اور مرزا قادیانی کی حقیقۃ الوحی تھی۔ میں اس دوران میں آپ ہی کچھ رفقاء سے ملاقات کے لئے گیا ہوا تھا واپس پہنچا دیکھا کہ محترم جناب بابا صاحب ان قادیانیوں کو سمجھا رہے ہیں ان قادیانیوں نے کہا کہ اگر آپ حقیقۃ الوحی میں یہ دکھلا دیں کہ مرزا جی

باقی صفحہ پر

سید الشہداء حضرت حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ

ماہ شوال جنگ احد کے میدان میں آپ شہداء کی سرداری کے منصب پر فائز ہوئے

نام و نسب حمزہ نام ، ابو یعلیٰ اور ابو عمارہ کنیت ، اسد اللہ لقب ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی چچا تھے ۔ اور ماں کی طرف سے یہ تعلق تھا کہ ان کی والدہ ہالہ بنت وہیب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ حضرت آمنہ کی چچا زاد بہن تھیں ۔ پورا سلسلہ نسب یہ ہے ۔ حمزہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی ۔

اسی نسبی تعلق کے علاوہ حضرت حمزہ آپ کے رضاعی بھائی بھی تھے یعنی ابولہب کی لونڈی حضرت ثویبہؓ نے دونوں کو دودھ پلایا تھا سن میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دو برس بڑے تھے ۔ شمشیر زنی ، تیر اندازی اور پہلوانی کا بچپن ہی سے شوق تھا ۔ سیر و شکار سے بھی غیر معمولی دلچسپی تھی ۔ چنانچہ زندگی کا بڑا حصہ اسی مشغلہ میں بسر ہوا ۔

اسلام : دعوت توحید کی صدا گو ایک عرصہ سے مکہ کی گلیوں میں گونج رہی تھی تاہم حضرت حمزہؓ جیسے سپاہی منش کو ان باتوں سے کیا تعلق ! انہیں صحرانوردی اور سیر و شکار سے کب فرصت تھی جو شرک و توحید کی حقانیت پر غور کرتے لیکن خدا نے عجیب طرح ان کی رہنمائی کی ۔ ایک روز حسب معمول شکار سے واپس آرہے تھے ۔ کوہ صفا کے پاس پہنچے تو ایک لونڈی نے کہا ۔ ابو عمارہ ! کاش تھوڑی دیر پہلے تم اپنے بھتیجے محمدؐ کا حال دیکھتے ۔ وہ کعبہ میں اپنے مذہب کا وعظ کہہ رہے تھے کہ ابوجہل نے نہایت سخت گالیاں دیں اور نہایت بری طرح ستایا لیکن محمدؐ نے کچھ جواب نہ دیا اور بے بسی کیلئے لوٹ گئے ۔ یہ سننا تھا کہ رگ حمیت میں جوش آگیا ۔ تیزی کے ساتھ خانہ کعبہ کی طرف بڑھے ۔ ان کا دستور تھا کہ کوئی شکار سے واپس آتے ہوئے کوئی ملتا تو ٹھہر کر ضرور اس سے دو تین باتیں کر لیتے تھے لیکن اس وقت جوش انتقام نے مغلوب الغضب کر دیا تھا کسی طرف متوجہ نہ ہوئے اور سیدھے خانہ کعبہ پہنچ کر ابوجہل کے سر پر اپنی کمان دے ماری جس سے وہ زخمی ہو گیا یہ دیکھ کر بنی مخزوم کے چند آدمی ابوجہل کی مدد کے لئے دوڑے اور بولے حمزہ : شاید تم بھی بددین ہو گئے فرمایا جب مجھ پر اس کی حقانیت ظاہر ہو گئی تو کون چیز اس سے باز رکھ سکتی ہے ہاں میں گواہی دیتا ہوں محمدؐ خدا کے رسول ہیں اور جو کچھ وہ کہتے ہیں سب حق ہے خدا کی قسم اب میں اس سے پھر نہیں سکتا اگر تم سچے ہو تو مجھے روک لو ۔ ابوجہل نے کہا ابو عمارہ کو چھوڑ دو خدا کی قسم میں نے ابھی اس کے بھتیجے کو سخت گالیاں دی ہیں ۔

یہ اسلام کا وہ زمانہ تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ارقم ابن ارقم کے مکان میں پناہ گزین تھے ۔ اور مومنین کا حلقہ صرف چند کمزور اور ناتواں ہستیوں پر محدود تھا لیکن حضرت حمزہ کے اضافہ سے دفعۃً حالت بدل گئی اور کفار کی مطلق العنان دست درازیوں اور ایذا رسانیوں کا سد باب ہو گیا کیوں کہ ان کی شجاعت و جانبازی کا تمام مکہ لوہا مانتا تھا ۔

حضرت امیر حمزہ کے اسلام لانے کے بعد ایک روز حضرت عمرؓ نے آستانہ نبوت پر دستک دی چونکہ شمشیر بکف تھے اس لئے صحابہ کرامؓ کو تردد ہوا لیکن اس شیر خدا نے کہا کچھ مضائقہ نہیں آنے دو اگر مخلصانہ آیا ہے تو بہتر ورنہ اسی کی تلوار سے اس کا سر قلم کر دوں گا غرض وہ اندر داخل ہوئے تو کلمہ توحید ان کی زبان پر تھا اور مسلمان جوش مسرت سے اللہ اکبر کے نعرے بلند کر رہے تھے ۔

مواخات مکہ کی مواخات میں حضرت خیر الانام صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب غلام حضرت زید بن حارثہ حضرت حمزہ کے اسلامی بھائی قرار پائے ان کو حضرت زید سے اس قدر محبت ہو گئی تھی کہ جب غزوات میں تشریف لے جاتے تو انہی کو ہر قسم کی وصیت کر جاتے تھے ۔

ہجرت ، بعثت کے تیرھویں سال تمام صحابہ کرامؓ کے ساتھ ہجرت کر کے مدینہ پہنچے جہاں ان کو زور بازو اور خداداد شجاعت کے جوہر دکھانے کا نہایت اچھا موقع ہاتھ آیا چنانچہ پہلا اسلامی پھریرا انہیں کو عنایت ہوا اور تیس آدمیوں کے ساتھ ساحلی علاقہ کی طرف روانہ کئے گئے کہ قریشی قافلوں کے سد راہ ہوں ۔ غرض وہاں پہنچ کر ابوجہل کے قافلہ سے جس میں تین سو سوار تھے مڈبھیڑ ہوئی اور طرفین نے جنگ کے لئے صف بندی کی ۔ لیکن مجدی بن عمرو الجہنی نے بیچ بچاؤ کر کے لڑائی روک دی اور حضرت امیر حمزہؓ بغیر کشت و خون واپس آئے

غزوات ؛ اسی سال ماہ صفر میں خود حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلی دفعہ تقریباً ساٹھ

صحابہ کرامؓ کے ساتھ قریش مکہ کی نقل و حرکت میں سدراہ ہونے کے لئے ابواء پر فوج کشی فرمائی۔ حضرت حمزہؓ علمدار تھے اور تمام فوج کی کمان ان کے ہاتھ میں تھی لیکن قریش کا قافلہ آگے بڑھ چکا تھا اس لئے جنگ و جدل کا موقع پیش نہ آیا تاہم اس مہم کا سب سے زیادہ نتیجہ خیز اثر یہ تھا کہ بنو ضمرہ سے ایک دوستانہ معاہدہ طے پا گیا تھا۔

اسی طرح ۲ھ میں غزوہ عشیرہ پیش آیا۔ اس میں بھی علمبرداری کا طرہ افتخار امیر حمزہؓ کے دستار فضل و کمال پر آویزاں تھا۔ لیکن اس دفعہ بھی کوئی جنگ واقع نہ ہوئی۔ صرف بنو مدلج سے امداد باہمی کا ایک عہد نامہ طے پایا تھا۔

غزوہ بدر: اسی سال بدر کا مشہور معرکہ پیش آیا جنگ آرائی کے بعد عتبہ، شیبہ اور ولید نے کفار کی طرف سے نکل کر مبارزطلبی کی تو غازیان دین میں سے چند انصاری نوجوان مقابلہ کیلئے آگے لیکن عتبہ نے پکار کر کہا محمد ہم ناجنسوں سے نہیں لڑ سکتے ہمارے مقابل والوں کو بھیجو۔ ارشاد ہوا حمزہ، علی، عبیدہ اٹھو اور آگے بڑھو۔ حکم کی دیر تھی کہ یہ تینوں عمبرد آزما بہادر نیزے ہلاتے ہوئے اپنے حریف کے مقابل جا کر ڈٹے ہوئے۔ حضرت حمزہؓ نے پہلے ہی حملہ میں عتبہ کو واصل جہنم کر دیا۔ حضرت علیؓ بھی اپنے حریف پر غالب آگئے۔ لیکن حضرت عبیدہ اور ولید میں دیر تک کشمکش جاری رہی۔ وہ زخمی ہوگئے تو ان دونوں نے ایک ساتھ حملہ کر کے اس کو تہ تیغ کر دیا۔ یہ دیکھ کر طعیمہ بن عدی جوش انتقام میں آگے بڑھا۔ لیکن شیر خدا نے ایک ہی وار میں اس کو بھی ڈھیر کر دیا۔ مشرکین نے طیش میں آکر عام حملہ کر دیا۔ دوسری طرف مجاہدین اسلام بھی اپنے دلاوروں کو زغہ میں دیکھ کر ٹوٹ پڑے نہایت گھمسان کا رن پڑا۔ اسد اللہ حمزہؓ کے دستار پر شتر مرغ کی کلغی تھی اس لئے جس طرف گھس جاتے تھے صاف نظر آتے تھے غرض جب تھوڑی دیر میں غنیم بہت سے قیدی اور مال غنیمت چھوڑ کر بھاگ کھڑا ہوا تو بعض قیدیوں نے پوچھا: یہ کلغی لگائے کون ہے۔ لوگوں نے کہا: حمزہؓ۔ بولا آج ہم کو سب سے زیادہ نقصان اسی نے پہنچایا ہے۔

غزوہ بنی قینقاع: بنو قینقاع تمام اطراف مدینہ میں یہودیوں کی ایک جماعت تھی چونکہ یہ عبداللہ ابن ابی بن سلول کے حلیف تھے اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دوستانہ معاہدہ طے پا گیا تھا لیکن غزوہ بدر کی کامیابی نے ان کے دلوں میں رشک و حسد کی آگ بھڑکا دی۔ اور علانیہ سرکشی پر آمادہ ہوگئے چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عہد شکنی کے باعث اسی سال ماہ شوال میں ان پر فوج کشی کی اور ان کو اطراف مدینہ سے جلا وطن کر دیا حضرت حمزہؓ اس معرکہ میں بھی علمبرداری کے منصب پر فائز ہوئے تھے

غزوہ احد: بدر کی شکست فاش نے مشرکین قریش کے آتش غیرت کے لئے تازیانہ کا کام کیا اور جوش انتقام سے برانگیختہ ہو کر ۳ھ میں قریش کا سیلاب عظیم پھر مدینہ کی طرف بڑھا۔ حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے جاں نثاروں کے ساتھ نکل کر کوہ احد کے دامن میں اس کو روکا۔ ۷ شوال جمعہ کے دن لڑائی شروع ہوئی۔ کفار کی طرف سے سباع نے بڑھ کر مبارزطلبی کی تو حضرت حمزہؓ اپنی شمشیر خار اشگاف تولتے ہوئے میدان میں آئے اور للکار کر کہا اے سباع اے ام انمار ختنہ کش کے بچے کیا تو خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے لڑنے آیا ہے یہ کہہ کر اس زور سے حملہ کیا کہ ایک ہی وار میں اس کا کام تمام ہو گیا۔ اس کے بعد گھمسان کی جنگ شروع ہوئی۔ اس شیر خدا نے روباہ کفر کی ٹڈی دل میں گھس کر کشتوں کے پشتے لگا دئیے اور جس طرف جھک پڑے صفیں کی صفیں الٹ دیں غرض اس جوش سے لڑے کہ تنہا تیس کافروں کو واصل جہنم کیا۔

شہادت: حضرت امیر حمزہؓ نے چونکہ چن چن کر اکثر صنادید قریش کو تہ تیغ کیا تھا اس لئے مشرکین قریش سب سے زیادہ ان کے خون کے پیاسے تھے چنانچہ جبیر بن مطعم نے ایک غلام کو جس کا نام وحشی تھا اپنے چچا طعیمہ بن عدی کے انتقام پر خاص طور سے تیار کیا تھا اور اس صلہ میں آزادی کا لالچ دیا تھا غرض وہ جنگ احد کے ہنگام ایک چٹان کے پیچھے گھات میں بیٹھا ہوا تھا حضرت حمزہؓ کا انتظار کر رہا تھا اتفاقاً ایک دفعہ وہ قریب سے گزرے تو اس نے اچانک اسی زور سے اپنا حربہ پھینکا کہ دو ٹکڑے ہوکر گر پڑے اس شیر خدا کی شہادت پر کفار کی عورتوں نے خوشی و مسرت کے ترانے گائے اور ابو سفیان کی بیوی ہندہ بنت عتبہ نے ناک کان کاٹ کر زیور بنائے نیز شکم چاک کر کے جگر نکالا اور چبا چبا کر تھوک دیا۔ حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا تو پوچھا کیا اس نے کچھ کھایا بھی ہے؟ لوگوں نے عرض کی نہیں فرمایا: خدا حمزہ کے کسی جز کو جہنم میں داخل ہونے نہ دیتا۔

تجہیز و تکفین: اختتام جنگ کے بعد شہدائے اسلام کی تجہیز و تکفین شروع ہوئی آنحضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اپنے عم محترم کی لاش پر تشریف لائے چونکہ ہندہ نے ناک کان کاٹ کر نہایت دردناک صورت بنا دی تھی اس لئے یہ منظر دیکھ کر بے اختیار دل بھر آیا اور مخاطب ہو کر فرمایا تم پر خدا کی رحمت ہے کیونکہ تم رشتہ داروں کا سب سے زیادہ خیال رکھتے تھے۔ نیک کاموں میں پیش رہتے تھے اگر مجھے صفیہ کے رنج و غم کا خیال نہ ہوتا تو میں تمہیں اسی طرح چھوڑ دیتا کہ درند و پرند کھا جاتیں اور تم قیامت میں انہی کے شکم سے اٹھائے جاؤ۔ خدا کی قسم مجھ پر تمہارا انتقام واجب ہے میں تمہارے عوض ستر کافروں کو مثلہ کروں گا لیکن تھوڑی ہی دیر کے بعد وحی الٰہی نے اس ناجائز انتقام کی مخالفت کر دی اس لئے کفارہ یمین ادا کر کے صبر و شکیبائی اختیار فرمائی۔

حضرت صفیہ حضرت حمزہؓ کی حقیقی بہن تھیں۔ بھائی کی شہادت کا حال سنا تو روتی ہوئی جنازہ کے پاس آئیں لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھنے نہ دیا اور تسلی و تشفی دے کر واپس فرما دیا۔ حضرت صفیہ اپنے صاحبزادہ حضرت زبیر کو دو چادریں دے گئی تھیں کہ ان سے کفن کا کام لیا جائے لیکن پہلو میں ایک انصاری کی لاش بھی بے گور و کفن تھی اس لئے انہوں نے دونوں شہیدان ملت میں ایک ایک چادر تقسیم کی اور ایک چادر سے سر چھپایا جاتا تو پاؤں کھل جاتے اور پاؤں چھپائے جاتے تو سر کھل جاتا تھا اس لئے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے "ایک چادر سے چہرہ چھپاؤ اور پاؤں پر گھاس اور پتے ڈال دو" اس عبرت انگیز طریقہ سے سید الشہداء کا جنازہ تیار ہوا سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے خود نماز پڑھائی اس کے بعد ایک ایک کرکے شہدائے احد کے جنازے ان کے پہلو میں رکھے گئے اور آپ نے علیحدہ علیحدہ ہر ایک کی جنازے کی نماز پڑھائی۔ اس طرح تقریباً ستر نمازوں کے بعد غازیان دین نے بصد اندوہ والم اس شیر خدا کو اسی میدان میں دفن کیا انا للہ وانا الیہ راجعون

آنحضرت کا حزن و ملال: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حادثہ پر شدید قلق تھا، مدینہ منورہ تشریف لائے اور بنی اشہل کی عورتوں کو اپنے اپنے اعزہ و اقارب پر روتے سنا تو فرمایا "افسوس حمزہ کے لئے رونے والیاں بھی نہیں۔ انصار نے یہ سنا تو اپنی عورتوں کو آستانہ نبوت پر بھیجا جنہوں نے نہایت رقت آمیز طریقہ سے سید الشہداء پر گریہ وزاری شروع کی اسی حالت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھ لگ گئی کچھ دیر کے بعد بیدار ہوئے، تو دیکھا کہ وہ اب تک رو رہی ہیں فرمایا "کیا خوب! یہ سب اب تک یہاں بیٹھی رو رہی ہیں، انہیں حکم دو کہ واپس جائیں اور آج کے بعد پھر کسی مرنے والے پر نہ روئیں بیان کیا جاتا ہے کہ اس وقت سے مدینہ کی عورتوں کا یہی دستور ہو گیا تھا کہ جب وہ کسی پر روتی تھیں تو پہلے حضرت امیر حمزہ پر دو آنسو بہا لیتی تھیں۔

قاتل سے بیزاری:

حضرت حمزہؓ کے قاتل حضرت وحشی اسلام قبول کرکے بارگاہ نبوت میں حاضر ہوئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھ کر پوچھا "کیا تم ہی وحشی ہو؟ عرض کی ہاں،" فرمایا تم نے حمزہ کو قتل کیا تھا بولے حضور کو جو کچھ معلوم ہے سچ ہے: ارشاد ہوا کہ تم اپنا چہرہ مجھ سے چھپا سکتے ہو! غرض اسی وقت باہر آنا پڑا اور پھر تمام عمر سامنے نہ جا سکے......

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جب مسیلمہ کذاب پر جب فوج کشی ہوئی تو یہ اس میں شریک ہوئے کہ شاید میں اس کو قتل کرکے حمزہ کے نقصان کی تلافی کرسکوں، چنانچہ وہ اس ارادہ میں کامیاب ہوئے اس طرح خدا نے ان کی ذات سے اسلام کو جس طرح نقصان پہنچایا تھا، اس سے زیادہ فائدہ پہنچایا،

اخلاق: حضرت امیر حمزہؓ کے اخلاق میں سپاہیانہ خصائل نہایت نمایاں ہیں۔ شجاعت کمان بازی اور بہادری ان کے نمایاں اوصاف تھے

حضرت امیر حمزہ رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک اور تمام نیک کاموں میں ہمیشہ پیش پیش رہتے تھے۔ چنانچہ شہادت کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کی لاش سے مخاطب ہو کر اس طرح ان محاسن کی داد دی تھی:

رحمۃ اللہ علیک فانک — تم پر خدا کی رحمت ہو کیونکہ
کنت ما علمت وصولا — جہاں تک مجھے معلوم ہے تم قرابتداروں
للرحم فعولا للخیرات — کا سب سے زیادہ خیال کرتے
تھے نیک کاموں میں پیش پیش رہتے تھے

ازواج و اولاد: حضرت حمزہؓ نے متعدد شادیاں کیں بیویوں کے نام یہ ہیں۔ بنت الملہ خولہ بنت قیس، سلمیٰ بنت عمیس، ان میں سے ہر ایک کے بطن میں سے اولاد ہوئی۔ لڑکوں کے نام یہ ہیں۔ ابو یعلیٰ، عامر، عمارہ۔ آخر الذکر دونوں لاولد فوت ہوئے۔ ابو یعلیٰ سے چند اولاد ہوئی لیکن وہ سب بچپن ہی میں قضا کر گئیں اسی طرح حضرت حمزہؓ کا سلسلہ شروع ہی میں منقطع ہو گیا

سلمیٰ بنت عمیس کے بطن سے امامہ نام ایک لڑکی بھی تھی فتح مکہ کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مراجعت فرمائی تو بھائی بھائی کہکر اس نے پیچھا کیا۔ حضرت حمزہ کے رشتہ داروں سے حضرت علیؓ حضرت جعفر اور حضرت زید بن حارثہؓ نے اس کو اپنی اپنی تربیت میں لینے کا دعویٰ پیش کیا مگر آپ نے حضرت جعفرؓ کے حق میں فیصلہ دیا کیونکہ ان کی بیوی اسماء بنت عمیس، امامہ کی حقیقی خالہ تھیں حضرت علیؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو امامہ سے شادی کرنے کی ترغیب دی تھی۔ لیکن آپ نے انکار کر دیا اور فرمایا حمزہ میرا رضاعی بھائی تھا۔

بقیہ: ربوہ

کہ مرزا طاہر احمد کے اشارے پر ہو رہا ہے اور حکومت قادیانیوں کا سختی سے نوٹس نہیں لے رہی۔ اسلئے قادیانیوں کے حوصلے بلند ہو رہے ہیں۔ انہوں نے میرپور خاص اور سکھر کے شہدائے ختم نبوت اور شہید ختم نبوت مولانا محمد اسلم قریشی اور شہدائے ختم نبوت ساہیوال کو زبردست خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے کہا کہ انشاء اللہ شہدائے ختم نبوت کا خون بیکار نہیں جائیگا قادیانیوں کو اس کی بہت بڑی قیمت ادا کرنی پڑے گی اور کہا کہ یہ خون ناحق قادیانیوں کو بہت مہنگا پڑے گا۔

قاری شبیر احمد عثمانی نے کہا کہ قادیانی مسلمانوں کی قوت برداشت کا مزید امتحان نہ لیں ورنہ مسلمان جب اٹھ کھڑے ہوتے تو انشاء اللہ ایک قادیانی دیکھنے کو بھی نہیں آئیگا۔ قاری صاحب نے صدر پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق صاحب اور گورنر سندھ، وزیر اعلیٰ سندھ سے مطالبہ کیا ہے کہ شہدائے ختم نبوت میرپور خاص اور سکھر کے مرزائی قاتلوں کو فوری طور پر گرفتار کرکے تختہ دار پر لٹکایا جائے اور ان کیسوں میں قادیانی جماعت کے پوپ مرزا طاہر کو انٹرپول کے ذریعہ واپس بلا کر شامل تفتیش کرکے پھانسی دی جائے۔ تب جاکر مسلمان مطمئن ہونگے۔

بزم ختم نبوت

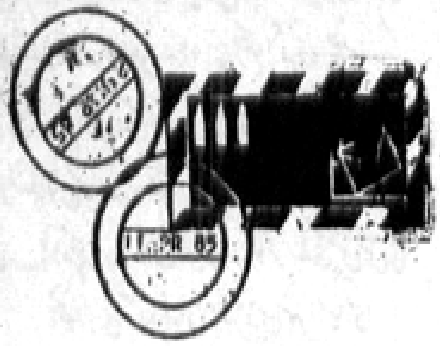

سنتا جا شرماتا جا

ہفت روزہ لاہور مرزائیوں کا ترجمان ہے جو لاہور سے شائع ہوتا ہے۔ جس طرح مرزا قادیانی جھوٹا دجال وکذاب تھا ہر وقت جھوٹ بولتا تھا اسی طرح ہر مرزائی اور مرزائیوں کے جرائد جھوٹ سے کام لیتے ہیں۔ میرے خیال میں مرزائیوں کے نزدیک جھوٹ بولنا ثواب ہے۔

میرے سامنے اس وقت ہفت روزہ لاہور شمارہ ۲۴ یکم جون ۸۵ء ہے یہ ہفت روزہ ہمیشہ امت مسلمہ کے خلاف جھوٹ پر مبنی مضامین اور من گھڑت خطوط شائع کرتا رہتا ہے حکومت اس کا سختی سے نوٹس نہیں لیتی

حالیہ شمارہ میں گورنمنٹ تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ کے بارے میں چند شرپسند عناصر نے زہر اگلا ہے کہ یہ ادارہ کبھی ملک کے صف اول کے تعلیمی اداروں میں اس کا شمار ہوتا تھا تعلیم کے علاوہ کھیل کے میدان میں بھی اس تعلیمی ادارہ نے نہایت شاندار مثالیں قائم کیں آگے لکھتا ہے کہ بدقسمتی سے جب سے حکومت کی طرف سے اس تعلیمی ادارہ کو قومی تحویل میں لیا گیا ہے اسکول کی تعمیر نہیں کرائی اور نہ ہی انتظامی طور پر اس کی پوزیشن کو مضبوط بنایا گیا ہے ہیڈ ماسٹر صاحب کے بارے میں لکھتا ہے کہ متعصب ہے اور ادارہ کو سیاست کا اکھاڑہ بنا رکھا ہے۔ اور اساتذہ عمداً کلاسیں نہیں لیتے وغیرہ وغیرہ۔

۵ - محترم ہیڈ ماسٹر صاحب جو کہ راسخ العقیدہ سنی مسلمان ہے اور انتہائی شریف الطبع آدمی ہے سیاست سے بالاتر ہو کر ادارہ کی جو خدمت سرانجام دے رہا ہے وہ اپنی مثال آپ ہے۔ ان کے بارے میں بھی مرزائیوں نے نازیبا کلمات کہہ کر اپنی آگ بجھائی ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ اسے تعلیم سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ مرزائیوں کو یہ تکلیف کیوں ہو رہی ہے؟ وہ چاہتے ہیں کہ پہلے کی طرح اب بھی مرزا قادیانی کی شان میں تقریریں اور نظمیں ہوں؛

ایک مسلمان ہیڈ ماسٹر جو کہ قانون اور ادارہ کے قواعد و ضوابط کا پابند ہے وہ ان چیزوں کی کیسے اجازت دے سکتا ہے جسے قانون اجازت نہیں دیتا اس لئے قادیانی کہتے ہیں کہ یہ ہیڈ ماسٹر صاحب متعصب ہے۔ اور قادیانیوں کا یہ کہنا کہ اساتذہ عمداً کلاسیں نہیں لیتے تو گذارش ہے کہ ربوہ ہائی سکول میں قادیانی اساتذہ کی اکثریت ہے وہ ادارہ کو اور ہیڈ ماسٹر کو ناکام کرنے کی کوشش میں ہر وقت مصروف رہتے ہیں۔ حکومت کو چاہئے کہ وہ فوری طور پر قادیانی اساتذہ کا تبادلہ یا ان کی اکثریت کو ختم کیا جائے اور مسلمان اساتذہ کو تعینات کیا جائے۔ ہیڈ ماسٹر اور مسلمان اساتذہ جو کہ انتہائی محنتی ہیں اور دیانت داری سے اپنے فرائض سرانجام دے رہے ہیں اور سکول کا معیار اب پہلے سے بھی کہیں زیادہ اچھا ہے اور ربوہ ہائی سکول کا تعلیمی معیار اور نظم و نسق باوجود قادیانیوں کے ناکام کرنے کے بہت بلند ہے۔

اس کا ثبوت اس سے بڑھ کر اور کیسے ہو سکتا ہے کہ مورخہ ۲۶/۵/۸۵ء کو جناب ڈسٹرکٹ ایجوکیشن نے اچانک ربوہ ہائی سکول کا دورہ کیا اور سکول ہذا معائنہ کیا ہر کلاس کو چیک کیا اور گذشتہ سال کے نتائج دیکھے تو انہوں نے معززین شہر حاجی مذہبی اور سکول کے عملہ سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ میں ملک محمد صدیق صاحب ہیڈ ماسٹر کے کام پر اطمینان کا اظہار کرتا ہوں اور کہا کہ یہ ادارہ اب بھی تعلیمی معیار میں بہت اچھا جا رہا ہے اور کہا کہ میں ہیڈ ماسٹر صاحب کے کام نتائج نظم و نسق پر ان کا اور ان کے رفقاء کے کام پر اطمینان کا اظہار کرتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ ان عقل کے اندھے قادیانیوں کو صحیح سمجھ اور عقل عطا فرمائے (آمین)

(قاری شبیر احمد عثمانی)
جامع مسجد محمدیہ ربوہ

انکوائری یا قادیانی سازش

قادیانیوں کی طرف سے دی جانے والی ایک نام نہاد درخواست پر ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر جناب ملک محمد امین صاحب گورنمنٹ تعلیم الاسلام ربوہ تشریف لائے قادیانیوں نے اپنی درخواست کی پیروی کرنے سے انکار کر دیا

اور ملک محمد صدیق صاحب ہیڈ ماسٹر کے خلاف اپنے بے بنیاد الزامات کا جواب نہ دے سکے۔

نیز ایک برقیہ (تار) کے ذریعے قادیانیوں نے جناب

ڈائرکٹر صاحب تعلیمات فیصل آباد ڈویژن نے ضلعی ناظم تعلیم ملک محمد امین صاحب انکوائری افیسر کے خلاف عدم اعتماد کی آڑ لے کر ضلعی ناظم کو بھی متعصب اور مسلمانوں کا ہمدرد قرار دیا اور یہ انکوائری اب جناب ڈائرکٹر صاحب تعلیمات کو کرنے کی پیش کش کی۔ انکوائری کے دوران معززین شہر، سیاسی، سماجی، مذہبی حضرات نے ہیڈ ماسٹر صاحب کی اعلیٰ کارکردگی کے بارے میں جناب ضلعی ناظم تعلیم کو آگاہ کیا اور ہیڈ ماسٹر صاحب موصوف کی تعلیمی خدمات پر اطمینان کا اظہار کیا۔

ربوہ کے مسلمانوں کا ایک وفد جامع مسجد محمدیہ مجلس تحفظ ختم نبوت ربوہ کے امام جناب قاری شبیر احمد عثمانی صاحب کی معیت میں جناب ڈپٹی کمشنر ڈسٹرکٹ ایجوکیشن افیسر کو ملا قاری شبیر احمد عثمانی نے انکوائری افیسر کو بتایا کہ قادیانی ربوہ میں ہی نہیں بلکہ پورے ملک میں امن عامہ کو تہہ و بالا کر رہے ہیں انہوں نے حالیہ میر پور خاص اور سکھر کے دلخراش واقعات کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ قادیانی مرزا طاہر احمد کے اشارہ پر سکول کے تقدس کو پامال کرنا چاہتے ہیں اور ملک میں لاقانونیت کی فضا پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ قاری شبیر احمد عثمانی نے محکمہ تعلیم کے اعلیٰ افیسران کا شکریہ ادا کیا کہ دو قادیانیوں کو ربوہ ہائی سکول سے تبدیل کیا ہے

اس وفد میں جو حضرات شامل تھے ان کے نام حسب ذیل ہیں:

جناب چیرمین صاحب بلدیہ ربوہ۔
جناب قاری محمد اسحٰق صاحب۔
جناب قاری شبیر احمد عثمانی۔
شیخ منظور احمد صاحب۔
چودھری محمد شفیع صاحب۔
غلام دستگیر صاحب۔
ریاض حسین صاحب۔
مستری نیک محمد صاحب۔
قاری عبدالہادی صاحب۔
جناب محمد احمد صاحب۔
حافظ محمد اشرف صاحب۔
حافظ محمد یوسف صاحب

اور پیر محمد نواز صاحب وغیرہ شامل تھے

دریں اثنا مجلس تحفظ ختم نبوت ربوہ کے رہنما جناب قاری شبیر احمد صاحب عثمانی نے جناب وزیر تعلیم، جناب سکرٹری صاحب تعلیم پنجاب، جناب ڈی پی آئی سکولز فیصل آباد، جناب ناظم تعلیم سکولز اور جناب ڈسٹرکٹ ایجوکیشن افیسر جھنگ اور متعلقہ حکام سے مطالبہ کیا ہے کہ مرزائی ٹیچروں کا فی الفور تبادلہ کیا جائے ان کی جگہ مسلمان ٹیچروں کو تعینات کیا جائے۔ مسلم اساتذہ کو تحفظ فراہم کیا جائے اور کہا کہ جو قادیانی ٹیچر ہائی سکول کے امن کو خراب کر رہے ہیں ان کے خلاف تادیبی کارروائی کی جائے

منجانب مسلمانان ربوہ ضلع جھنگ

جدید ترتیب اچھی ہے

پیارے رسالہ، جدید ترتیب بہت اچھی ہے اللہ تعالیٰ آپکی مساعی کو قبول فرمائیں (آمین)

ابو معاویہ خواجہ محمد زاہد سہگل
ڈیرہ اسماعیل خان

ہم آپکے ساتھ ہیں

ختم نبوت کے سلسلے میں آپکے خدمات روز روشن کی طرح عیاں ہیں۔ قادیانی ٹولہ مسلمانوں کے خلاف ہر قسم کے سازشوں میں ملوث ہے۔ جبکہ یہ لوگ بڑے بڑے عہدوں پر بھی فائز ہیں۔

مملکت پاکستان بالخصوص اور دیگر مسلمان مملکتوں کیلئے بالعموم تحفظ کے لئے آپ جیسے بیدار مغز علماء کا فعال ہونا انتہائی ضروری ہے۔ ابھی ابھی "حضرت مسیح علیہ السلام مرزا قادیانی کی نظر میں۔ الہامی گرگٹ اور کلمطیبہ کی توہین نظر سے گزرے۔ قابل تحسین ہے۔

امید ہے آپ اپنی کوششوں کو اور بھی تیز کر دینگے۔ والسلام

عبدالرشید
پشاور یونیورسٹی

وہ دن کب آئے گا

محترمی و مکرمی ——— السلام علیکم

عرض یہ ہے کہ میں ہفت روزہ ختم نبوت کا ایک عرصہ سے مطالعہ کر رہا ہوں۔ یقیناً آپ بہت بڑی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ پاکستان کے مسلمان آپ کے اور آپ کی جماعت مجلس تحفظ ختم نبوت کی بے حد ممنون ہے۔

چوتھی جلد سے آپ نے اپنے پرچہ کو بہتر بنانے کے سلسلے میں جو تبدیلی کی ہیں وہ مجھے بیحد پسند آئیں۔ اخبار ختم نبوت تو خاصہ دلچسپ ہے۔

حال ہی آپ نے اسٹیٹ لائف اور آئل و گیس کمپنی کے بارے میں جو خبریں شائع کی ہیں وہ ہمارے لئے حیران کن ہیں۔

آخر وہ دن کب آئے گا جب ہم ان قادیانی چنگل سے نجات پائیں گے۔ کیا حکومت کو اس کا ذرہ برابر احساس نہیں؟

محمد سلیم۔ فیڈرل بی ایریا۔ کراچی۔

اخبار ختم نبوت

ربوہ کے مسلمانوں میں

سکھر اور میرپور کے واقعے پر غم و غصہ کا اظہار

ربوہ۔ نمائندہ ختم نبوت۔ مسجد محمدیہ مجلس تحفظ ختم نبوت ربوہ کے امام جناب قاری شبیر احمد صاحب عثمانی نے اپنے ایک اخباری بیان میں میرپور خاص میں ایک مسلمان کے مرزائیوں کے ہاتھوں شہید کرنے اور سکھر میں مسلمانوں کی مسجد میں دستی بم پھینک کر مسلمانوں کو شہید کر دینے پر زبردست غم و غصہ کا اظہار کیا ہے۔ قاری شبیر احمد صاحب عثمانی نے کہا ہے کہ یہ سب

باقی ص ۲۰ پر

قادیانی جماعت بین الاقوامی جرائم پیشہ لوگوں کا گروہ اور ربوہ انکی پناہ گاہ ہے

انہوں نے ہیروئن کا گھناؤنا دھندا اس لئے شروع کیا ہے کہ ان کا نبی "مرزا قادیانی افیون کا عادی تھا

مرزائی ترجمان کی قادیانیوں کے جرائم پر پردہ ڈالنے کی ناکام کوشش

حیدرآباد (نمائندہ ختم نبوت) مجلس تحفظ ختم نبوت حیدرآباد کے نئے دفتر واقع لطیف آباد نمبر ۲ کی افتتاحی تقریب میں گذشتہ دنوں جہاں شہر کے دیگر معززین کو مدعو کیا گیا تھا وہاں قومی اسمبلی کے رکن مولانا وصی مظہر ندوی کو بھی دعوت دی گئی تھی جس مولانا وصی مظہر ندوی نے تقریر کرتے ہوئے کہا تھا کہ "قادیانیوں کی سرگرمیوں میں اضافہ ہو چکا ہے اور وہ کھلم کھلا تبلیغ کر رہے ہیں اور قانون پر عملدرآمد نہیں ہو رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ بیوروکریسی قادیانیت کو تقویت پہنچا رہی ہے" اس خبر پر قادیانی ترجمان "لاہور" کو بڑی پریشانی لاحق ہوئی اور اس نے پریشانی کے عالم میں مولانا موصوف کے خلاف شائع ہونے والی دو خبروں کی آڑ لیکر اپنے دل کی بھڑاس یوں نکالی کہ "ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کچھ عرصہ بعد مجلس تحفظ ختم نبوت ہر قسم کے مجرموں کی پناہ گاہ بن جائے گی" نیز اس نے کہا کہ "مولوی صاحب نے اپنی دروغ گوئی کی پردہ پوشی کیلئے مجلس تحفظ ختم نبوت کی آڑ لی ہے" مرزائی ترجمان کی اس پریشانی پر حیدرآباد کے دینی حلقوں نے تبصرہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ مرزائی ترجمان اور اس کی جماعت کو مولانا وصی مظہر ندوی صاحب سے غرض نہیں بلکہ ان کے دل و دماغ اور اعصاب پر خدائی عذاب کی صورت میں مجلس تحفظ ختم نبوت بری طرح سوار ہے یہاں تک کہ وہ اپنے بچوں کو بھی مجلس تحفظ ختم نبوت کا نام لیکر ڈراتے ہوں گے۔ انہوں نے کہا کہ اگر مولانا ندوی بفرض محال مجرم ہیں تو پھر دنیا میں سے بڑا مجرم مرزا غلام احمد قادیانی ہے جس کا پورا سراپا جھوٹ پر مبنی تھا حتیٰ کہ وہ اپنے جھوٹ کو خدا اور رسول کیطرف منسوب کرنے سے بھی باز نہیں آیا مرزائی ترجمان اور اسکا گروہ ہے کہ اس بدبخت کو نبی، مسیح اور مہدی مان رہا ہے۔ عوامی حلقوں نے یہ بھی کہا کہ مرزائی ترجمان کو یہ پریشانی کھائے جا رہی ہے کہ مولانا ندوی نے دفتر ختم نبوت میں یہ کیوں کہا کہ قادیانی کھلم کھلا تبلیغ کر رہے ہیں اور بیوروکریسی قادیانیت کو تقویت پہنچا رہی ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ مولانا ندوی قومی اسمبلی میں اس مسئلہ کو لے بیٹھیں اور ہمیں پھر اسی دقت اور رسوائی کا سامنا کرنا پڑے جو سابقہ اسمبلی میں ان کے آنجہانی پیشوا مرزا ناصر کو اٹھانا پڑی ہے۔ انہوں نے کہا کہ مرزائی ترجمان کی بکھیان کو پڑھ کر یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ دراصل وہ اس قسم کی باتیں اور فرضی مراسلے شائع کر کے خود

قادیانیوں کے بھیانک جرائم پر پردہ ڈالنا چاہتا ہے۔ ابھی چند دن کی بات ہے کہ متحدہ عرب امارات میں چار قادیانیوں کو اس لئے تین تین سال قید بامشقت کی سزا دی کہ وہ ہیروئن کی سمگلنگ میں ملوث پائے گئے تھے جبکہ دو مجرم بشیر احمد اور اس کی بیوی وہاں سے بھاگ کر ربوہ میں پناہ لے چکے ہیں ان سب کا تعلق ربوہ سے ہے۔ قادیانیوں نے ہیروئن کا کاروبار اس لئے شروع کیا ہے کہ ان کا نبی مرزا غلام احمد قادیانی افیون کھانے کا عادی تھا۔ انہوں نے کہا کہ قادیانی جماعت جرائم پیشہ لوگوں کا گروہ اور ربوہ ان کی پناہ گاہ ہے۔ ان کے آنجہانی مرزا محمود نے ایک جگہ اپنے گھناؤنے جرائم اور سیاہ کرتوتوں کے بارے میں کہا ہے

کیا بتاؤں کس قدر کمزوریوں میں ہوں پھنسا
سب جہاں بیزار ہو جائے جو ہوں میں بے نقاب

اگر مرزائی ترجمان کو اپنے مقتداؤں اور اماموں کے گھناؤنے جرائم کے بارے میں معلومات نہیں ہیں تو ہم انہیں مشورہ دیں گے کہ وہ "تاریخ محمودیت" "کمالات محمودی" اور "شہر سدوم" کا مطالعہ کریں یقیناً ان کے مطالعہ کے بعد اسے دن میں تارے نظر آنے لگیں گے۔

حکومت قادیانیوں کا محاسبہ کرے ورنہ غیور پٹھان

حضورؐ کی ناموس کی تحفظ کے لئے خود میدان میں آجائیں گے

ڈیرہ اسمٰعیل خان (نمائندہ ختم نبوت) مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان ساؤتھ وزیرستان کے زیر اہتمام ظہر کی نماز کے بعد وانا کی تاریخی جامع مسجد میں جلسہ عام منعقد کیا گیا۔ حضرت مولانا قاری علی جان امیر مجلس تحفظ ختم نبوت وزیرستان نے پشتو میں مدلل مفصل خطاب کرتے ہوئے لوگوں کو بتلایا کہ جس طرح افغانستان خلق اور پرچم کے نام پر جابرتیں قائم کر کے لوگوں کو خدا کے انکار پر اکسایا جاتا ہے اور ملحدانہ و مرتدانہ مہم چلا رکھی ہے اسی طرح یہاں بھی فتنہ و فساد پھیلانے کے لئے انگریزی استعمار نے اپنے خود کاشتہ پودے مرزا غلام احمد قادیانی سے دعویٰ نبوت کرایا۔ کہ حضورؐ کے بعد میں نبی ہوں۔ مرزا غلام احمد قادیانی کی اولاد ارتدادی سرگرمیوں میں مصروف ہے۔ اور مسلمانوں پر آئے دن حملے اور غنڈہ گردی کر رہی ہے۔ حکومت وقت ان کا تدارک کرنے میں ناکام ہو چکی ہے اور حکومت کے دلجویانہ اور نرم رویہ کی وجہ سے قادیانیوں کے حوصلے بڑھ گئے ہیں۔ ہم مطالبہ کرتے ہیں کہ حکومت الکافی الفور محاسبہ کرے ورنہ وزیرستان کے غیور پٹھان حضورؐ کی ناموس کی حفاظت اور پاکستان کی بقا کیلئے اپنی سابقہ روایات کے مطابق خود ان سے نمٹیں گے۔ ان کے بعد محمد ریاض الحسن گنگوہی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ مسلمانوں کا یہ بنیادی عقیدہ ہے کہ خدا اپنی خدائی میں وحدہ لاشریک ہے۔ اور رسول اللہ کے بعد کوئی رسول نہیں۔ لیکن سامراجی اشارہ پر مسلمانوں کو گمراہ کرنے کے لئے اور ان میں جذبہ جہاد کو ختم کرنے کے لئے مرزا غلام قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کیا۔

ساؤتھ وزیرستان ایجنسی میں مجلس ختم نبوت کا قیام

قاری علی جان امیر اور مولانا معین الدین ناظم اعلیٰ مقرر کر دیئے گئے

وانا کی تاریخی جامع مسجد میں جلسہ ختم نبوت

ڈیرہ اسمٰعیل خان (نمائندہ ختم نبوت) مجلس تحفظ ختم نبوت کا سہ رکنی وفد محمد ریاض الحسن گنگوہی امیر مجلس ضلع ڈیرہ کی قیادت میں وانا پہنچا۔ وفد کے اراکین میں خلیفہ عبدالقیوم اور محمد شعیب گنگوہی شامل تھے۔

مجلس تحفظ ختم نبوت جنوبی وزیرستان ایجنسی کا انتخابی اجلاس وانا میں محمد ریاض الحسن گنگوہی سینئر رکن مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کی صدارت میں منعقد ہوا۔ قاری علی جان صاحب نے تلاوت کلام مجید سے اجلاس کا آغاز کیا اور حسب ذیل عہدیداروں کا انتخاب عمل میں لایا گیا۔ امیر۔ حضرت قاری علی جان مدرس دارالعلوم وزیرستان، جنرل سیکرٹری۔ مولانا معین الدین، ناظم تبلیغ۔ حافظ داؤد جان، ناظم نشرو اشاعت۔ حافظ [illegible] یار، خازن۔ گل محمد خان وزیر۔ مرکزی مجلس عمومی کیلئے قاری علی جان اور مولانا معین الدین کو نمائندہ چنا گیا۔ جبکہ طاہر محمد وزیر کو مجاہدین ختم نبوت کا سالار مقرر کیا گیا۔ مجلس تحفظ ختم نبوت جنوبی وزیرستان وانا کے اراکین مجلس شوریٰ کے اسمائے گرامی حسب ذیل ہیں

باقی صفحہ ۱۵ پر

جب لوگوں کو اچھا کام کرتے دیکھو تو ان کے ساتھ شریک ہو جاؤ

WEEKLY KHATME-NUBBUWAT KARACHI

Registered S. No. 3220

فرما گئے یہ ھادی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم لانبی بعدی

مجلس تحفظ ختم نبوت پشاور

کا

صوبائی کنونشن

۱۴ جولائی ۱۹۸۵ء بروز اتوار

مدنی جامع مسجد نمک منڈی پشاور

صبح دس بجے

جلسہ عام

۱۴ جولائی ۱۹۸۵ء بروز اتوار

مدنی جامع مسجد نمک منڈی پشاور

بوقت ۸ بجے بعد نماز عشاء

شرکاء

صوبہ سرحد

کے تمام مکتبۂ فکر

کے علماء کرام زعماء ملت

اور

مرکزی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے قائدین

● مسئلہ ختم نبوت کی اہمیت ● صدارتی آرڈیننس اور انتظامیہ ● مولانا محمد اسلم قریشی کا اغواء اور شہادت ● شہداء ساہیوال ● شہداء سکھر ● شہید میرپور خاص ● قادیانیوں کی بڑھتی ہوئی غنڈہ گردی۔ جارحیت۔ اشتعال انگیزی اور کفر و ارتداد کی ناپاک سرگرمیوں وغیرہ پر خطاب عام ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ۔

عشاق خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم سے شرکت کی اپیل ہے

حضرت مولانا سید محمد ایوب جان بنوری | حضرت مولانا نور الحق نور